﴿......اِنّ الفَضلَ بِیَد اللہِ یؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبکَ مَقاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃالمبارک ۳/ اکتوبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۴۰

یکم جمادی الثانی ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۳/ اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

متقی کی نشانی استقامت ہے

اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں

یہ جو فرمایا ہے کہ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" (العنکبوت :۷۰) یعنی ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ مل کو جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں۔ بلکہ جان دینے کے لئے تیار رہنا اس کا کام ہے۔ سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا "ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا" (حٰم السجدہ :۳۱) یعنی جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا۔ مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلا اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے۔ ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مورد مخاطبہ و مکالمہ الٰہی انبیاء کی طرح ہوگا۔

بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے : "احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا و ھم لا یفتنون" (العنکبوت :۳)۔ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے، فتن میں نہ ڈالا جاوے، وہ کب ولی بن سکتا ہے۔

ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا، جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپؒ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔" و تلك الایام نداولھا بین الناس" (آل عمران :۱۴۱) سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے کہاں سے ایسا صاحب خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا، زمین میں مخفی رہا، خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادے سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن شریف کو دیکھو کو خدا کس طرح تم پر راضی ہو، جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب و زلازل نہ آویں، جنہوں نے بعض وقت تنگ آکر یہ بھی کہہ دیا " حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہٗ متیٰ نصر الله الآ ان نصر الله قریب" (البقرہ :۲۱۵) اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے ان کو قبول کیا"۔

(ملفوظات جلد اول (طبع جدید) صفحہ ۱۶، ۱۷)

بندوں کی دعائیں اور پاک تبدیلیاں آسمان سے رحمت کے قطروں کو کھینچتی ہیں پھر خدا کے فضل سے کثرت سے بارشیں برستی ہیں

گیمبیا کی حکومت کے رویہ میں نمایاں بہتر تبدیلی اللہ کے فضل سے مباہلہ کی کامیابی پر دلالت کرتی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

(وینکوور، کینیڈا) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ وینکوور، کینیڈا کے مشن ہاؤس میں پڑھایا۔ حضور ایدہ اللہ ایک روز قبل لندن سے یہاں وارد فرما ہوئے تھے۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے بتایا کہ اس سفر کا آغاز لطف الرحمان خان صاحب کی اس تجویز سے تھا کو اگر وقت نکال سکوں تو الاسکا کی سیر ایک اچھی تفریح ہوگی۔ بقیہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ ۱۳/ ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام نمبر ۱۶ جو ۳۱/ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوا تھا، دوبارہ نشر کیا گیا۔ اس کلاس میں اچھی آوازوں کا امتحان لیا گیا۔ ایک چار سالہ بچی نے سچ کے موضوع پر بہت پیاری زبانی تقریر کی۔ دسمبر کی نسبت سے حضور انور ایدہ اللہ نے بچوں کو حضرت عیسیٰؑ کی سوانح زندگی سنانے شروع کئے اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ ۲۵/ دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی کرسمس عیسائیوں کا تہوار ہے۔ یہ لامذہب لوگوں کا تہوار ہے جو سورج کے پجاری تھے۔

اتوار ۱۴/ ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج ۲۳/ اپریل ۱۹۹۴ء کو انگریز زائرین کے ساتھ منعقد ہونے والی "ملاقات" کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ خاص خاص سوالات اور ان کے جوابات یہ تھے :

☆ ایک صاحب نے بائبل کے باب متی (Matthew) 4: 31-34 کا ذکر کیا اور کہا کہ ان آیات میں احمدیت کا ذکر ہے

حضور انور نے فرمایا کہ دراصل کسوف و خسوف کا ذکر ہے اور اس صدی میں ایم۔ٹی۔اے کا مکمل طور پر آغاز ہوا ہے۔ اس نشان میں دو پیشگوئیاں ہیں اور ایم۔ٹی۔اے کا یہ نظارہ دنیا میں کسی نے مشاہدہ نہیں کیا سوائے احمدیوں کے۔ گویا پیغام آسمان سے اتر رہا ہے۔

☆ مسلمان حکومتیں بوسنین لوگوں کی مدد کیوں نہیں کرتیں؟

حضور انور نے (پروگرام کے انعقاد کے وقت کے) حالات کی روشنی میں مشورہ جات سے نوازا اور بتایا کہ سویڈن سے ایک بوسنین نے لکھا ہے کہ جو مدد احمدی لوگ بوسنین احباب کی کر رہے ہیں اسے دیکھ کر میں احمدیت میں داخل ہوا ہوں۔

☆ کیا حضرت عیسیٰؑ کی والدہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی والدہ میں کوئی مشابہت ہے؟

حضور انور نے سائل کے اطمینان کیلئے اس سوال کا مفصل جواب ارشاد فرمایا۔

☆ سائنسدانوں کی Finite Space کی تھیوری پر بھی حضور نے مفصل روشنی ڈالی اور Open and Shut Universe کے مطالب سمجھائے۔

سوموار، ۱۵/ ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۵ دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی جو ۲/ جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ حضور نے فائیٹولاکا، مرکری اور سیفیلنم کی خصوصیات کا ذکر فرمایا۔

منگل، ۱۶/ ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۷۴ جو ۲۹/ مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ آج کی کلاس میں سورہ آل عمران کی آیات ۱۵۴ تا ۱۶۲ کی تلاوت، ترجمہ اور تفسیر کی گئی۔

آیت نمبر ۱۵۴ میں ﴿فاثابکم غماً بغمٍ لکیلا لا تحزنوا علیٰ ما فاتکم و لا ما اصابکم﴾ کی لطیف تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ "غماً بغم" کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم پر غم دیا کیونکہ اس میں تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی لگتی ہے۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ ایک غم کے بدلے دوسرا غم۔ یعنی جنگ احد میں درے کو چھوڑ دینے کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی اور بھگدڑ مچ گئی اور نقصان بھی ہوا لیکن اصل غم مسلمانوں کو اس افواہ سے ہوا کہ خدانخواستہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر نے شکست کے غم کو بالکل بھلا دیا۔ پھر جب وہ خبر غلط نکلی اور آنحضرت ﷺ کو بفضل ایزدی زندہ دیکھا تو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر سکینت نازل فرمائی۔

اس کے بعد کی آیات میں منافقین کا جنگ احد میں رویہ اور ان کے مختلف اعتراضات کا ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ارشاد خداوندی یہ ہے کہ سب کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں۔ درگذر کریں اور ان کیلئے بخشش طلب کرتے رہیں اور انتظامیہ کے معاملات میں ان سے مشورہ بھی کرتے رہیں لیکن آخری فیصلہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے آپ خود کریں کیونکہ آپ کا فیصلہ پھر خدا کا فیصلہ ہوگا۔

بدھ، ۱۷/ ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ترجمۃ القرآن بقیہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

امیر ملک، مجلس عاملہ اور ذیلی تنظیموں کی ذمہ داری

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بلجیم میں شوریٰ سے اپنے خطاب کے دوران فرمایا:

اب امیر کا کام ہے کہ اس پروگرام کو منظم کر کے جو تربیت کا سیکرٹری ہے اس کی ذمہ داری لگائیں کہ وہ اس شعبے کو سنبھال لے۔ جو تعلیم کا سیکرٹری ہے، مرکزی طور پر جو تعلیم کا پروگرام ہے وہ اس کو سنبھالے اور صدران انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ ان امور کو سنبھالیں جو خصوصیت سے ان کے سپرد ہوئے ہیں۔ اس طرح جتنے امیر صاحب کے بازو بڑھتے جائیں گے، اتنی ہی جماعت میں طاقت پیدا ہوتی جائے گی۔ اکیلا امیر بغیر بازو کے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ کہاں تک وہ دوڑ میں بھاگے گا۔ کہاں تک وہ لوگوں کو سنبھالے گا۔

اس لئے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کو جو "ذوالاید" قرار دیا ہے یعنی بڑے ہاتھوں والا ہے۔ دنیا میں جتنے نظام جاری ہیں انبیاء کے ذریعے ہوں یا فرشتوں کے ذریعے۔ وہ خدا کے ہاتھ بنتے ہیں۔ اس لئے حضرت کرشن کو چار ہاتھوں والا یا آٹھ ہاتھوں والا بنا کے دکھایا گیا ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس نے ایسے ساتھی پیدا کر دئے جس کے ذریعے اس کے کام کو تقویت ملی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق قرآن کریم نے نیا انداز اختیار کرتے ہوئے یہ فرمایا "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کہ محمد رسول اللہ اکیلے رہے ہی نہیں فوراً ان کے ساتھ ایسے لوگ تیار ہو گئے جو وہی کام کرتے ہیں جو محمدؐ رسول اللہ کرتے ہیں۔ تو "معہ" کا یہ معنی بیان نہیں کیا کہ جو ساتھ رہتے ہیں۔ فرمایا وہ جو کاموں میں محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں اور رجال کے طور پر قرآن کریم انہیں پیش کرتا ہے کہ بہادر، مرد لوگ ہیں۔ اور رجال کا لفظ ان روحانی معنوں میں صرف مردوں پر ہی نہیں آتا، اس میں عورتیں بھی شامل ہیں، بچے بھی شامل ہیں۔ دراصل رجولیت بمعنی طاقت اور آگے اثر پیدا کرنے کی صلاحیت کو کہا جاتا ہے۔ ان معنوں میں وہ عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی وہ بھی "والذین معہ" میں شامل ہوگی۔

رجل اس مرد میدان کو کہتے ہیں کہ جنس کے لحاظ سے نہیں صفات کے لحاظ سے اس میں طاقتیں پائی جاتی ہوں تو اس پہلو سے ہر وہ شخص جو عورت ہو، مرد ہو، بچہ ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو، جو دین کے کاموں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے گا وہ اس آیت کے تابع ان میں شمار ہونے لگ جائے گا۔

آپ نے اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ اس کے لئے کام کرنا ہے اور بڑی خوش نصیبی ہے کہ آج چودہ سو سال سے زیادہ عرصے کے بعد آپ میں سے کوئی ایسا آدمی ہو جو قرآن کی اس آیت کے تابع شمار ہونے لگ جائے۔ جب کوئی تلاوت کرتا ہے۔ قاری کہتا ہے۔ "محمد رسول اللہ والذین معہ" یہ صرف ماضی کی بات نہیں ہو رہی۔ قیامت تک جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت چاہتا ہے وہ یہ کام کرے۔ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضوانا" یہ وہ لوگ ہیں جو محمدؐ رسول اللہ کے ساتھی ہیں۔ غیروں کے خلاف بہت سخت ہیں۔ ان معنوں میں سخت نہیں کہ ان کو گالیاں دیتے ہیں، ان کو جوتیاں مارتے ہیں۔ "اشداء" ایسی چیز کو کہتے ہیں جو غیر کا اثر قبول نہ کرے۔ وہ پتھر جو ہزار سال سے پانی میں رہے لیکن پانی کو اندر نہ داخل ہونے دے وہ شدید ہوتا ہے۔ "اشداء علی الکفار" جس معاشرے میں چاہو ان کو لے جاؤ۔ بلجیئم ہو، امریکہ ہو یا انگلستان ہو یا کینیڈا یا افریقہ کا کوئی ملک، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ایسے ہیں جو ان کا اثر قبول نہیں کریں گے۔ انہوں نے جس کا اثر لینا تھا لے لیا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہے۔ "رحماء بینھم" سخت نہیں ہیں، آپس میں بڑی محبت سے سلوک کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کا اثر لینے والے ہیں۔ "رحماء" وہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے اندر گھس جائیں۔ ایک دوسرے سے پیوست ہو جائیں اور پھر یہ لوگ کیا ہیں۔ "تراھم رکعاً سجداً" عبادتوں سے غافل نہیں رہتے۔ ان کی زندگیاں رکوع کرتے، سجدے کرتے گزرتی ہیں اور فضل، اللہ سے مانگتے ہیں، دھوکے سے نہیں کماتے۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں، یہ ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ان کی تجارتیں بھی متقی ہو جاتی ہیں۔ ان کے لین دین کے معاملے بھی صاف ہو جاتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں تو جس کے حضور گرتے ہیں اس سے مانگتے ہیں اور اپنی چالاکیوں سے اور فتنوں اور دھوکوں کے ذریعے سے لوگوں کا مال نہیں کھاتے۔ ایسے لوگوں کے اموال میں پھر بہت برکت ملتی ہے اور ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ ان کو ترقی دیتا ہے۔ تو آپ جب تک اس آیت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اختیار کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ میں سے جہاں جہاں ایک مربی پیدا ہوگا وہ آگے لوگوں کو سمجھائے کہ دیکھو کس معاشرے میں رہتے ہو۔ یہ نہ کہو، یہ کام کرو، اکٹھے ہو، ان کو بدلو، ان کے حالات درست کرو، یہ گندے لوگ ہیں بجائے اس کے کہ تم ان میں شامل ہو، تم کس کی طرف منسوب ہوتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو۔ سجدے کرو، رکوع کرو، دعائیں کرو۔ اللہ سے فضل مانگو۔ تو اس سے آپ کی عمومی تربیت کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جائے گا۔ جس شخص میں نیکی آ جائے، اللہ سے تعلق پیدا ہو جائے وہ پھر ضائع نہیں ہو سکتا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ ان خطوط پر، اس انداز میں تربیت کو اپنا کر جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ آپ سارا سال کام کریں گے"۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور نے بتایا کہ پہلے ناروے میں بھی انتہائی شمال میں ایک جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی تھی اور الاسکا میں بھی ایک جمعہ آئے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج صبح جمعہ سے پہلے گیمبیا کے امیر صاحب نے ایک خوشخبری بھیجی ہے۔ اس کے بعد حکومت گیمبیا پر کسی تنقید کی ضرورت نہیں۔ رپورٹ کے مطابق عزت مآب صدر گیمبیا نے پوری کیبنٹ کا اجلاس بلا کر جماعت کا معاملہ اس میں رکھا جس میں وزیر مذہبی امور اور وزیر داخلہ بوجنگ صاحب بھی شامل ہیں۔ انہوں نے متفقہ طور پر کچھ فیصلے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آئندہ سے گیمبیا میں کسی کو بھی جماعت کے خلاف کسی قسم کی بیہودہ سرائی کی اجازت نہیں ہوگی اور جماعت کی عزت و احترام کا ہر فرد بشر کو خیال رکھنا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ جماعت احمدیہ ملک کی بہتری کے لئے جو بھی کوشش کرے گی حکومت اس کی تائید کرے گی۔ تیسرے یہ کہ تمام ڈاکٹر اور سٹاف وغیرہ جو ملک کو چھوڑ گئے تھے ان کو پورے اعزاز کے ساتھ واپس آنے کی اجازت ہے اور حکومت جماعت کی خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اسی قسم کے بعض اور فیصلے تھے جو اللہ کے فضل سے مباہلہ کی کامیابی پر دلالت کرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص توبہ کرے اور اپنے رویہ میں تبدیلی کرے اللہ ان سے نرمی کا سلوک فرماتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تمام دنیا کی جماعتوں کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ انہوں نے شرافت کا سلوک کیا ہے ہم حسب سابق جو بھی گیمبیا کی مدد ممکن ہے وہ انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے کینیڈا کی جماعت کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے فضل سے کینیڈا میں کچھ ایسے لوگوں کو اللہ نے دولت عطا فرمائی ہے جن کا مزاج پہلے سے ہی خدمت دین کی طرف ہے۔ یہ مزاج سب دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ کثرت کے ساتھ احمدیوں کو ایسے مواقع مل رہے ہیں کہ وہ بڑی بڑی مالی کمپنیاں بنا رہے ہیں اور وہ لاکھوں سے کروڑوں میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ واقعہ کیا ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں دو باتیں ہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس دولتیں تھیں مگر جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق نہیں تھا۔ کچھ دیتے بھی تھے تو اس میں دکھاوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جس طرح مکھن سے بال نکالا جاتا ہے اس طرح جماعت سے باہر نکال کر پھینک دیا۔ مگر اس میں جماعت کو کوڑی کا بھی نقصان نہیں پہنچا بلکہ خدا نے غیر معمولی تائید فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے کبھی بھی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جماعت کو غیر معمولی طور پر کوشش کرنے کی تحریک نہیں کرنی پڑی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جگہ جہاں ہم اس وقت بیٹھے ہیں اس کا ملنا بھی تقدیر الٰہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں مکرم لطف الرحمان خان صاحب کا بھی خصوصیت سے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ انہوں نے میرے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق دے تو مسجد کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ حضور نے فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے جب جماعت کا بجٹ ابھی چند کروڑ میں تھا میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ میں جس طرح اللہ کے فضلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا کروڑوں سے اربوں میں داخل کر دے گا۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بڑا ابتلا آیا ہے اس کے ساتھ انفس کی ترقی کے ساتھ ساتھ اموال میں بھی غیر معمولی ترقی عطا ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی اس تقدیر پر نظر رکھتے ہوئے اب جو جماعت کے خلاف عالمگیر سطح پر مخالفت کا ہنگامہ اٹھا ہے مجھے یقین تھا کہ اگلی صدی سے پہلے جماعت کروڑوں سے بڑھ کر اربوں میں داخل ہوگی اور جو حالات نظر آ رہے ہیں دو تین سال میں آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے افراد جماعت کینیڈا کو تبلیغ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے بڑے ریزولیوشن کئے، خط لکھے اور وعدے کئے، بیعتوں کے ٹارگٹ مقرر کئے لیکن جو رپورٹیں مل رہی ہیں ان میں ان وعدوں کے پورا کرنے کی طرف کوئی پیش رفت دکھائی نہیں دے رہی۔ حضور نے فرمایا کہ بندوں کی دعائیں اور پاک تبدیلیاں آسمان سے رحمت کے قطروں کو کھینچتی ہیں پھر خدا کے فضل سے کثرت سے بارشیں برستی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کینیڈا کے احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کو جانیں اور پہچانیں اور انفرادی طور پر ہر فرد بشر اپنی کوشش کو اس میں ڈالے اور اپنی کیفیتوں کو بدلے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ اگر تبلیغ کی خواہش رکھتے ہیں اور کچھ کام بھی کرتے ہیں اور پھل نہیں لگتا تو پہلی بات ضروری ہے کہ اپنے نفس پر غور کریں۔ لازماً اس لئے پھل نہیں لگتا کہ آپ میں صلاحیت نہیں اور جس صلاحیت کی میں بات کر رہا ہوں وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کی صلاحیت نہیں اور جس صلاحیت کی میں بات کر رہا ہوں وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کی صلاحیت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ بندے کے اندر ایک روحانی انقلاب چاہتا ہے۔ جو شخص انقلاب پیدا کرنا چاہے وہ پہلے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کر کے دکھائے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور اس کی تشریح بیان کرتے ہوئے اس کے معانی و مطالب کو اچھی طرح ذہن نشین کروایا اور سمجھایا کہ جتنی پاک تبدیلیاں آپ اپنے اندر دکھائیں گے اسی قدر حیرت انگیز معجزات خدا تعالیٰ آپ کے لئے ظاہر فرمائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے عجائب کی تاریخ جو خدا کی طرف سے عطا ہوئے اس پر نظر رکھ کر میں اس یقین پر کھڑا ہوں اور بتاتا ہوں کہ خدا کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے دامن پھیلائیں اور جس قدر جھولیاں بھری جا سکتی ہیں پھر خدا ان جھولیوں میں وسعت بھی دے سکتا ہے۔ خدا کی عطا کے انداز آپ کے تصور میں بھی نہیں آ سکتے۔ دعائیں کریں اور وہ ضروری تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں جن کے بغیر محض جھولی پھیلانا کافی نہیں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت کینیڈا اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے گی اور ہر دفعہ جب کینیڈا آنے کی توفیق ملے گی تو احمدیت کی سرزمین کو بڑھتا ہوا اور پھیلتا ہوا دیکھوں گا۔

ضروری تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر ۳۸- ستمبر ۱۹، ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۱۶ پر حاصل مطالعہ کے عنوان کے تحت پہلے کالم کے آخری پیرے میں کتابت کی غلطی سے لکھا گیا ہے "چنانچہ قرآن مجید میں ہے"- اس جگہ "قرآن مجید" کی بجائے "حدیث" پڑھا جائے- اس کے مطابق درستی فرمالی جائے-

سوسال پہلے

قرآنی تحدیوں اور پیشگوئیوں کی حکمت اور فلسفہ کا پرشوکت و پرازمعارف بیان

۱۸۹۷ء کے جلسہ سالانہ پر

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی

پہلی تقریر

(۲۹؍دسمبر ۱۸۹۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ اجمعین . اما بعد

﴿و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورۃ من مثلہ وادعوا شہدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین. فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقواالنار التی وقودھا الناس والجحارۃ اعدت للکافرین﴾

میرے دل میں بہت دفعہ خیال آیا کہ اگر اخلاقی تعلیم ہی قرآن شریف کا مقصود بالذات تھا اور بظاہر آسانی سے سمجھ میں بھی یہی آتا ہے کہ انسان کے لئے اخلاقی تعلیم ہی مفید ہے تو پھر قرآن کریم نے ایسی تحدیاں پیشگوئیوں کے رنگ میں کیوں کیں۔ اس خیال نے جو متعدد مرتبہ میرے دل میں پیدا ہوا مجھے اس جسمانی گورنمنٹ کے نظام کی طرف متوجہ کیا کہ دیکھو اگر گورنمنٹ کے لئے اتنا ہی کافی ہو کہ وہ نئی نئی مشینیں اور کلیں ایجاد کرتی ہے اور عجیب عجیب قسم کی توپ و تفنگ اور سامان حرب بناتی ہے تو کیا یہ انتظام ملک کے لئے اس کا کلوں کا ایجاد کرنا اور میکینیکل پاور کا بہت وسیع ہونا اس کو دوسری سیاست مدن کے اصولوں سے مستغنی کر دے گا اور باقاعدہ فوجوں اور پولیس کا رکھنا قلعوں کا بنانا ضروری نہ رہے گا۔ محض ایک خیال پر کہ وہ کلیں بنا کر اور اپنی دانشمندی کے کرشمے دکھا کر لوگوں کے دلوں کو مسحور اور مرعوب کر لیتی ہے۔ میں کیا، ہر ایک دانشمند آدمی ذرا سے فکر کے بعد کہہ دے گا کہ اگر اتنا ہی ہوتا تو پھر بہت سے آدمی ایجادات میں ترقی کر سکتے تھے اور امن عامہ میں خلل ڈال سکتے تھے۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ہی تو باقاعدہ فوجوں اور محصّن قلعوں کی ضرورت پڑی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ انسان کی فطرت چاہتی ہے کہ رعب، سطوت، جبروت اور جلال کے بغیر وہ عادتاً تعمیل نہیں کر سکتا۔ دیکھو اگر ایک رقعہ اعلیٰ سے اعلیٰ نفیس کاغذ پر اپنے ایک دوست کو لکھوں تو اس کی تعمیل میں خواہ میرا اتحاد اس کے دل خوش کن اور موثر الفاظ اور ظاہری صورت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ قصور اور تکاہل کا کام فرما سکتا ہے۔ لیکن وہ جیل خانوں کے چھپے ہوئے منحوس کاغذ سمن یا وارنٹ جس کی بیہودہ اور بھدی تحریر اور خراب چھپائی اس کی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ اگر آ جاتا ہے تو اس کو دیکھ کر تمام بدن میں رعشہ سا پڑ جاتا ہے اور جب تک اس کی تعمیل نہ ہو لے بدن کے تمام اعضاء پر ایک زلزلہ سا پڑا رہتا ہے اور سو کام چھوڑ کر بھی دل اسی کی تعمیل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ میرا رقعہ تو بلحاظ ظاہری مراتب کے اس سے بدرجہا بہتر اور قابل دید تھا۔ لیکن اس کی تعمیل میں وہ فوری جوش، اور وہ دل کو کپکپا دینے والی حالت پیدا نہیں ہوتی۔ اس منحوس اور بیہودہ تحریر میں کیا بات ہے جو تعمیل ہی کی طرف دل کو کھینچے لئے چلی جاتی ہے۔

اس کا جواب ہے وہی سطوت، رعب، جلال اور جبروت جس کو انسان فطرتاً تعمیل کے لئے چاہتا ہے۔ میرے رقعہ میں جبروت اور شوکت کے علاوہ وہ انتقامی مقدرت نہ تھی جو ایک سمن یا وارنٹ کی عدم تعمیل کی صورت میں نظر آتی ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے انسان کے اندر یہ ودیعت رکھ دی کہ وہ اسی کام کے کرنے کی طرف زیادہ جوش سے متوجہ ہوتا ہے جس کے نہ کرنے پر سزا کا اثر مرتب ہونے والا ہو۔ اور جس کا اسے یقین واثق ہو۔ اسی طرح سے یہ اخلاقی تعلیم ہے جو انسانی ذہن تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی غیب الغیب ذات ہر ایک انسان سے براہ راست کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اس لئے جو کچھ خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے وہ ان فطرتوں کے موافق جن پر اس کا اظہار مقصود ہوتا ہے، کلام الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو ایسے سعید الفطرت انسانوں سے کیا جاتا ہے جو اس کلام کے متحمل ہونے کا مادہ اور استعداد رکھتے ہوں۔ اب چونکہ کلام الٰہی جیسا ابھی ذکر کیا براہ راست ہر ایک انسان سے نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ ایسی ہی صاف صاف اور بغیر کسی قسم کی تحدی کے ہو تو عام انسان بھلا اسے ماننے ہی کیوں لگے؟ جو خدا کی ذات اور اس پاک وجود ہی کی بابت ہزار شکوک اور وساوس پیش کرتے ہیں۔ اس کی مثال تو پھر وہی میرے رقعہ کی سی سمجھ لو۔ خواہ کیسے ہی خوشنما اور نفیس کاغذ پر کیوں نہ لکھا ہوا ہو۔ لیکن اس کی تعمیل ذرا مشکل ہی سے ہو گی۔ پس بجز اس صورت کے کہ تحدی کے رنگ میں پیشگوئی کی جاوے۔ اور اس کلام کے سننے والوں کو معلوم ہو جاوے کہ اس کا متکلم صاحب جلال و جبروت ہے۔ اور اس میں یہ مادہ بھی ہے کہ اس کی تعمیل نہ ہونے پر وہ حسب دلخواہ انتقام لے سکتا ہے اور ہم اس کے مقابلہ سے بھی عاجز ہیں تو اس کی تعمیل کی طرف ممکن نہیں کہ توجہ نہ ہو۔ کلام الٰہی کی عظمت اور سطوت کی طرف جو لوگوں کی توجہ میں بہت کم پاتا ہوں اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس پر غور نہیں کرتے اور تدبر کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ ورنہ ان کو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں یہ سلسلہ اور سنت اختیار کی ہے کہ لوگوں کو یہ بتلانے کے لئے کہ اس میں انتقام کی طاقت اور قوت ہے۔ اور اس غرض سے کہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں۔ ایسے مواقع پر مقابلہ کرنے والوں کے ذلیل و خوار ہو کر نامراد ہو جانے کی پیشگوئیاں کی ہیں اور اپنے پرشوکت جلالی اسماء ذوانتقام۔ العزیز الغالب القہار۔ وغیرہ استعمال کئے ہیں تاکہ انسان کے دل میں جو فطرتاً بارعب احکام کی تعمیل کرنی چاہتا ہے تعمیل اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا ہو۔ دیکھو جب گورنمنٹ کو نظام عالم جسمانی کے لئے باوجود بیش قرار تحقیقاتوں اور جدید کلوں کے ایجاد و اختراع کے پھر بھی محصّن قلعوں اور قواعد دان باقاعدہ فوجوں اور پولیس کا انتظام کرنا ہوتا ہے، اسی طور پر اللہ تعالیٰ نے روحانی نظام کا انتظام کرنا چاہا ہے اور یہ اس لئے تا انسان کو اس کے سمجھنے میں اشکال اور دقتیں پیدا نہ ہوں۔ ادھر چونکہ مشہودی طور پر انتظام کے اصول اور سیاست مدن کے قاعدوں کو دیکھتا ہے اس لئے دوسری طرف روحانی عالم میں ایک صاحب بصیرت تو فی الفور سر تسلیم رکھ دیتا ہے۔ لیکن نادان احمق ان باتوں کا خیال تک بھی نہیں کرتا۔ جیسے بدمعاش اور اوباش لوگ باوجود آنکھوں سے دیکھنے کے سرکاری قوانین اور احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس طرح پر نظام روحانی میں بھی شورہ پشت اور اندھے اور بہرے لوگ اسی طرح پر اکڑتے اور سر پھیرتے ہیں اور آخر ایسے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں جس کے خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ چونکہ انسان کے لئے اخلاقی تعلیم تھی مقصود بالذات اور اس کی تعمیل بجز تحدیانہ پیشگوئیوں کے مشکل کیا محال تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہی طریق اختیار کیا جس کا انسان عادی ہے۔ پس میں نے ایک عرصہ کے غور اور تدبر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ بجز اس کے اخلاقی تعلیم یقیناً چل ہی نہیں سکتی اور اگر یہ طریق استعمال نہ کیا جاتا تو یقیناً سمجھو کہ فلاسفروں کی تھیوریوں سے زیادہ رنگ اسے نہ آتا۔ فلاسفروں کی کتابوں کو جنہوں نے پڑھا ہے۔ جنہوں نے یونانیوں کے عجیب و غریب سلسلہ میں ان کے فلاسفروں کے اقوال اور تعلیمیں پڑھی ہیں۔ یا کسی اور قوم کے فلاسفروں خشک حکیموں کے ملفوظات کو دیکھا، سنا، یا پڑھا ہے کیا کوئی قوم متنفس ان کی نسبت یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اپنی صورت میں ایک مرتب اور منظّم نظام رکھتے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس قسم کا دعویٰ کرے۔ ہاں ایک بھی نہ ہو گا۔ میں نے خوب غور کر کے دیکھا ہے اور خوب فکر کر کے گھنٹوں اور پہروں سوچ سوچ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عجیب عجیب باتیں کرنے والے اپنی طلاقت لسانی اور جادو بیانی سے ایک حالت طاری کرنے والے بہت ہوئے ہیں لیکن کیا کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ ان کی باتوں کو کوئی وقعت حاصل ہوئی ہو اور وہ جڑھ پکڑ کر راسخ ہو گئی ہوں۔ میں جانتا ہوں کوئی نہیں۔ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں وہ پاک تعلیموں کی مد میں داخل نہیں کی گئیں یا کم از کم نہیں ہو سکیں۔ یا اس سے بھی کم اور ادنیٰ درجہ پر موثر نہیں ہو سکیں۔ میں تو یہی کہوں گا اور نہ میرا کہنا صرف سرسری اور معمولی طور پر ایک مونہہ کی بات ہے۔ نہیں۔ میں نے تجربہ کر لینے کے بعد ایک عرصہ تک سوچ سمجھ کر نتیجہ نکال کر یہ رائے قائم کی ہے کہ اب جس کے صحیح ہونے کا خدا کے فضل سے مجھے ایسا یقین ہو گیا ہے جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں کہ ان میں وہ اعجاز اور استغناء کی فوق الفوق قوت نہیں پائی جاتی جو عمل کے لئے بلا انفکاک ساتھ ہونی چاہئے۔ میں اپنی روح کا وجدان اور ذوق بیان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی عظمت اور سطوت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے وجود باوجود میں باوجود انسان کے ہمہ تن فروتنی اور بیکسی کے خدا تعالیٰ کی اس فوق الفوق نمونے اور شہادت کو دکھلایا ہے جس سے زیادہ متصور اور ممکن نہیں۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر خدا کا یہی منشا تھا اور یہ بات اس امر کی مقتضی تھی تو براہ راست اپنی الوہیت کی ہر صفت کو ظاہر کر دیتا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے وجود میں ظاہر کیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف ایک عاجز انسان فروتنی اور بے کسی کی مجسم تصویر اس پر اس سے وہ عجوبی اور اخلاقی نمونے ظاہر ہوں کہ خدا کی شان کا رنگ نظر آوے۔ بات یہ ہے کہ اس کی فروتنی اور تباہ ہونے والی حالت خود اس امر کی مقتضی پڑی ہوئی ہے کہ اس کو بچا لیا جاوے۔ دیکھو ایک طرف مخالفین و مشرکین مکہ کی سر توڑ کوششیں آنحضرت ﷺ کے خلاف مجموعی طور پر ہو رہی ہیں۔ اور دوسری طرف وہی عاجز انسان اپنی کامیابی اور اپنے بچ جانے کی پیشگوئیاں کر رہا ہے اور پھر ایسے وقت میں کہ جدھر نظر اٹھاتا ہے مخالف ہی مخالف نظر آتے ہیں۔ مگر وہ کون سی چیز ہے جو اس کے ارادوں کو پست نہیں ہونے دیتی۔ وہ کیا شے ہے جو اس کو لوگوں کی مخالفانہ باتوں کی طرف ذرا بھی توجہ کرنے نہیں دیتی۔ وہ اسی فوق الفوق طاقت کا سہارا اور اطمینان ہے جو اس کو اپنے غیبی ہاتھ سے سنبھالے ہوئے ہے۔ اب ایسی حالت میں اور ایسی مخالفت عظیم میں اس کا بچ نکلنا اور مخالفوں کا ذلیل و تباہ ہونا بھی ایک الٰہی رنگ میں اخلاقی اعجاز ہے۔ میرے دل میں یہ بات ایک آہنی میخ کی طرح گڑ گئی ہے کہ اگر اقتداری پیشگوئیوں کا سلسلہ اور اقتداری خوارق نہ بھی ہوتی تو بھی اخلاقی خوارق کا سلسلہ اس قدر وسیع اور موثر ہے کہ وہ ایک مستعد طبیب کے لئے بہت کچھ سیری اور اطمینان کا سامان مہیا کر سکتا ہے۔ لیکن نادان منکر ان باتوں کو دیکھ کر بھی منکر کے منکر ہی رہتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ دنیا کی کتابیں کسی صداقت سے خالی ہوں۔ ان میں بھی صداقتیں ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے اخلاقی تعلیم کے سلسلہ کو ایسا موکد کیا ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کی وجہ مجھے یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ چونکہ ابتدائے آفرینش سے لے کر ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ تک ہر ایک قسم کی ضرورتیں پیدا ہو گئی تھیں اور درجہ کمال تک پہنچ گئی تھیں اس لئے آپ ہادی کامل ہو کر آئے اور جو صفات الٰہیہ مختلف واقعات میں مختلف نبیوں کے ذریعہ خاص طور پر ظاہر ہوئیں وہ آپ میں یکجائی طور پر مجتمع ہو گئیں۔ یہ ہے راز ختم نبوت کا اور سید الرسل ہونے کا۔ اور چونکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے اسلئے اس کی زندگی اور بقا کے لئے آنحضرت ﷺ کے نمونے آتے رہیں گے۔ میں نے یہ بھی خیال کیا کہ قرآن کریم میں اخلاقی خوارق پر زیادہ زور کیوں دیا گیا اور اخلاقی تعلیم ہی کو موکد کرنے کے پر بہت لحاظ رکھا تو یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے وقت دنیا بھر کی اخلاقی حالت بگڑ رہی تھی۔ اور موریلیٹی اور سوسائٹی کے اصول زیر نظر نہ تھے بلکہ مطلق نہ تھے۔ اس لئے اس سلسلہ پر زیادہ زور قرآن کریم میں دیا گیا۔ ایک اور لطیف بات بھی میری سمجھ میں آئی ہے۔ کہ دنیا میں ہر ایک قسم کے کبیرہ اور صغیرہ گناہ بداخلاقی ہی کی نوع سے ہیں۔ اور نفس گناہ بلحاظ صغیرہ کبیرہ کے خود ایک بداخلاقی ہے۔

پس گناہ کو زائل کرنے کے لئے خدا کو روپ دھار کر صلیب لینے کی ضرورت نہ تھی (تعالیٰ شانہ) گناہ کا علاج کسی بے گناہ کا خون نہ تھا۔ اور نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ام الجرائم یعنی گناہ کی جڑھ کو کاٹنا تھا۔ اور اس کی جگہ صلاحیت اور پاکیزگی کو پیدا کرنا تھا۔ پس وہ درجہ وہ طریق اگر دنیا میں کامل طور پر کسی کتاب نے سکھایا ہے تو وہ قرآن ہے۔ وہ معلم جس نے گناہ کی فلاسفی دنیا پر ظاہر کی وہ عرب جیسی صحرا نشین اقوام کا ایک امی عربی تھی۔ فداہ ابی و امی، جس کا نام ہے محمد ﷺ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اخلاقی تعلیم اور اخلاقی خوارق ہی ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان مابہ الامتیاز ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں بھی بڑے بڑے لیڈروں اور قومی ریفارمیشن کے مدعیوں نے اخلاقی تعلیم کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اور ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز نے بھی اسی ضرورت کو محسوس کر کے اخلاقی تعلیم کی تحریک کی ہے اور پرزور الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ اخلاقی حالت بگڑ رہی ہے۔ موریلیٹی اور اخلاقی تعلیم پر کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں۔ بزرگوں کا لحاظ اٹھ گیا ہے۔ سوسائٹی کے آداب

فراموش ہوگئے۔ اب ضرورت آپڑی ہے کہ اخلاقی تعلیم کا سلسلہ مرتب ہوکر جاری ہو۔ میں مانتا ہوں کہ ایسے سلسلے جاری ہوسکتے ہیں۔ اور کوئی روک ان کے اجراء میں نہیں ہو سکتی لیکن سوال یہ ہے کہ تعمیل کیونکر ہو؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ اخلاقی تعلیم کا مدارس میں خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ان کی درسی کتب میں اخلاق آموز مضامین درج ہیں۔ لیکن تعمیل میں وہی تکاہل اور تساہل ہے جو پہلے سے ہو رہا ہے۔ مجھے تو وہی اپنے رقعہ کا مضمون یاد آتا ہے کہ جس چیز نے میرے دوست کو اس کی تعمیل میں تکاہل کی چٹان بنادیا وہی تعمیل میں سستی کا موجب یہاں ہو رہا ہے۔ لیکن مایوس ہونے کی جگہ نہیں، گھبرانے کا مقام نہیں۔ ایک امام آیا ہے، آسمانی معلم اترا ہے جو اپنے نمونہ سے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر آنے والے انسان کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کامل نمونہ ہے۔ اخلاقی اور یقینی طاقت کو طاقت دینا چاہتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی نوٹ بک میں اس کو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں سوال کیا کہ آپ کی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے؟ مجھے خوب یاد ہے اور وہ سماں میری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں صادق ہوں اس لئے مجھے اس کی نقل کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا۔ اس امام برحق نے جس لب ولہجہ میں اس سوال کا جواب دیا اس کا ذوق کچھ میری ہی روح احساس کر سکتی ہے۔ (جس کو ایک ایک بات کی طرف اپنے مذاق کے موافق خیال رہتا ہے) غرض آپ نے فرمایا کہ میں اس لئے آیا ہوں تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔ جو لوگ سچائی کی روح اپنے اندر رکھتے ہیں اور جو روشنی اور راستی کے فرزند ہیں وہ اس جواب پر ذرا غور کریں۔ خدا کے لئے سوچیں کہ یہ الفاظ کس شخص کے مونہہ سے نکل سکتے ہیں۔ کیا کسی عام عقل کے انسان کے خود تراشیدہ خیالات کا نتیجہ ہو سکتے ہیں یا کسی آسمانی عقل اور آسمانی نور اپنے دماغ میں رکھنے والے معلم کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ انیس سو سال پیشتر یہودیوں کی اصلاح کے لئے آنے والا ناصری معلم بھی یہی کہتا ہے کہ ایمان کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے آیا ہوں اور یہ اسی کے قدم پر آنے والا ابن مریم بھی اسی ضرورت کو اپنا مشن قرار دیتا ہے۔ سنو! سنو! ابھی ایک اور بات بھی ہے جو میرے نوٹ بک میں درج ہے اور وہ واقعہ بھی اسی جالندھر کا ہے۔ ہماری جماعت کے ایک آدمی ہمارے بھائی منشی محمد اروڑا صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے؟ آپ نے جو جواب اس کا فرمایا بہت ہی لطیف اور سلیس ہے۔ کہا ایمان دو قسم کا ہوتا ہے موٹا اور باریک۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک ایمان یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو لے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس فقرہ کو سن کر میری روح تڑپ اٹھی اور وجد کی سی حالت طاری ہوگئی۔ یہ فقرہ سنتے ہی معاً یسوع ناصری کے ملفوظات پر نظر پھرنے لگی تو اسے بھی یہی کہتے پایا کہ اپنی صلیب اٹھا کر میرے پیچھے ہولے۔ اللہ اللہ کس قدر تشابہ ہے۔ میرے پیچھے ہولے۔ یہی تو ایمانی طاقت کا نشوونما ہے۔ الغرض اخلاقی طاقت کو بڑھانے اور اخلاقی تعلیم کی تعمیل کے لئے عادتاً اس بات کی ضرورت ہے کہ متکلم کے کلام میں ایک سطوت اور جلال چمکتا ہو جب تک کہ متکلم کی انتقامی طاقت پر ایمان نہ ہو، ممکن نہیں کہ اس کی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش ہو سکے۔ یہی تو وجہ ہے کہ جھوٹے ریفارمروں اور مصنوعی لیڈروں کی باتیں اسی وقت تک اثر رکھتی ہیں جب تک کہ وہ سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنی تقریروں سے لوگوں کو مسحور کرتے ہیں۔

اس نظام کو ہم انسان کی اپنی حالت میں بھی دیکھتے ہیں کہ جب کوئی صفت انسانی جذبات اور حیوانی جوشوں کی حرکت میں آتی ہے تو معاً سائے کی طرح سے ایک تنبیہی تازیانہ اندر ہی سے ندامت کا لگتا ہے اسی طرح ہمہ اعتماد، ہمہ امید اور شاید گستاخ کرنے والی امید کے ساتھ اگر رونگٹے کھڑے کرنے والا قول "ان عذابی هو العذاب الالیم" اگر ساتھ نہ ہوتا تو میں نہیں کہہ سکتا کوتاہ بین انسان کس اندھے کنویں میں گر جاتا۔

قدرت کا علی الانتقام ثابت کرنے کے لئے اور کیا ہو۔ کیا خدا خدا کی آواز آوے۔ یا سورج کی چمک کی طرح بلاواسطہ یہ کہا جاوے کہ یہ واقعہ یوں ہے۔ نہیں تقاضا قدرت یوں نہیں۔ پھر وہ کن رنگوں میں دکھائی دیتی ہے۔ وہ رنگ ان پیشگوئیوں ہی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔

دیکھو ہمارے سید و مقتدا رسول کریم ﷺ عجز و انکساری کا جامہ پہن کر مکہ میں کھڑے ہوئے۔ اس سے بڑھ کر عجز کی تصویر ممکن نہیں کھنچ سکے۔ اگر کسی قسم کا سامان حضور کو میسر تھا تو کوئی بتلائے۔ والدین کا سایہ سر پہ نہیں، کوئی رفیق اور دوست نہیں، سارا عرب ان کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ اور یہ مرد خدا ایک و تنہا ان ہمہ تن شرارت اور شرک مجسم باشندوں کو ایک خدا کی طرف بلاتا اور اپنی رسالت کی دعوت کرتا ہے۔ مخالفت بھی کوئی معمولی مخالفت نہیں بلکہ مذہبی رنگ کی مخالفت۔ اور پھر مذہبی اختلاف بھی کوئی رسمی اختلاف نہیں۔ ایسا اختلاف کہ اس سے بڑھ کر اختلاف بھی ممکن نہیں۔ الغرض وہ عجز کی تصویر، ناتوانی اور بیکسی کی تصویر جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہو کر آئی ہے جو ایک عرب نہیں ربع سکونت کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ اس بے حد مخالفت کی اثناء میں پکار کر کہتا ہے " سیهزم الجمع و یولون الدبر" اے میرے نہیں بلکہ حق کے مخالفو! سن رکھو! کہ عنقریب وقت آتا ہے کہ ساری جماعتیں نابود اور پراگندہ ہو جائیں گی۔ اللہ اللہ کس قدر استقلال اور استقامت ان الفاظ میں موجود ہے۔ ایک احمق اس بیکسی کی حالت میں ان باتوں کو سنکر ہنستا ہے اور تمسخر میں اڑا سکتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی عزت اپنے بندوں یعنی عباد الرحمٰن کے لئے کیونکر جوش مارتی ہے اور کس طرح برحق کے مخالفوں کو زور آور حملوں کے ساتھ اپنی چمکار دکھاتی ہے۔ غرض اس ناتوانی اور بیکسی کے عالم میں وہ ہادی کامل ان کو پکار کر کہتا ہے کہ عنقریب جماعتوں کے پراگندہ اور نیست و نابود ہونے کا وقت آتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب بھی کیسی جامع ہے۔ دیکھو یہاں الجمع کا لفظ فرمایا۔ ساری جماعتیں ہو سکتا تھا کہ الشعراء، الفقراء، البطال، القتالون، السفاك۔ اس موقع پر استعمال کرتے مگر کیوں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ جو کسی خاص گروہ کو مخصص کر دیتا۔ یہ تو اس صورت میں ہو سکتا کہ اس رسول کو اپنی قوت پر بھروسہ ہوتا مگر یہاں تو وہ بات ہی نہیں۔ اپنی ذات میں تو وہ کچھ بھی نہیں۔ ایک عاجز و بیکس انسان۔ اس کی نظر تو آسمان کی وحی پر ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی فوق الفوق قدرتوں کے نظارے اس کے سامنے مجسم ہو ہو کر پھر رہے ہیں۔ اگر وہ رسول اپنے خیال اور اپنے دلی جذبہ سے رسالت جیسا عظیم الشان دعویٰ کر بیٹھتا اور وہ قطع نظر اس بات کے کہ جھوٹے مدعی رسالت خود بخود ہی ضائع ہو جاتے ہیں تو ایسا ممکن تھا کہ اپنی قوت اور آئندہ کے آثار اور قرائن کو دیکھ کر کہہ دیتا کہ جب قوت حاصل ہو جائے گی تو ہلاک کر دے گا۔ اور بازی لے جا کر اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا لے گا۔ مثلاً قصائد کی مشق شروع کر دی اور ادب میں مہارت پیدا کر کے

دس بیس دن یا چار سال بعد فصیحوں کو کہہ دیا کہ تم میرا مقابلہ فصاحت میں نہ کر سکو گے۔ اسی طرح دوسرے فنون میں مہارت پیدا کرنے کے بعد اس فن کے مدعیوں کو چیلنج کر دیا کہ تم میرا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ اگر طاقت ہے تو آؤ کرو۔ ایسا گمان ہو سکتا ہے کہ یہ باتیں ممکنات سے ہیں۔ لیکن بتلاؤ تو سہی ایک انسان محدود القویٰ ایک احساس کے ساتھ ہاں ایک اطلاق کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ "سیهزم الجمع" تمام جماعتیں خواہ کسی رنگ میں ہوں عنقریب نابود ہو جائیں گی اور شکست پا جائیں گی۔ عیسائی اپنے علموں اور رہبانیت کو لے کر دعا کی قبولیت کو لے کر آجائیں۔ وہ میرے مقابلہ میں فائز المرام نہ ہو سکیں گے۔ اور پھر دیکھو کتنا عظیم الشان دعویٰ ہے ایک آدمی کسی خاص متنفس کو نہیں کہا۔ کل جماعتیں ہر ایک جماعت میں جس قدر شریک ہیں وہ سب کے سب، لیکن میرے مقابلہ میں نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔ فصیح اپنی فصاحت اور لسانی طلاقت کے حربہ میں مقابلہ کو آئیں وہ میرے مقابلہ میں گونگے ہو جائیں گے۔ کوئی ہو، میرے مقابلہ میں آ کر وہ شکست کھا جائے گا۔ ایک دہریہ اور میٹریلسٹ کے لئے جو انسانی قویٰ کی حدود کو جانتا ہے اور ٹنل نکالنے کے لئے سامان اور کدال ہی ایک ذریعہ سمجھتا ہے اس آواز میں اگر وہ سوچے ایک زبردست ہستی کی صدا سنائی دے سکتی ہے۔ اس ظاہری حالت میں کہتا ہے کہ کوئی ساز و سامان نہیں "فکیدو نی جمیعا" جس قدر طاقتیں تم میرے مقابلہ کے لئے رکھتے ہو سب خرچ کر لو اور پھر دیکھو کہ تم کو کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں تو پھکڑ پر بھی مکھی نہیں چلتی۔ یہاں عرب العرباء کو جو ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے اور قبائل تک کی صفائی کر دینے کو تیار ہو جاتے تھے چیلنج کیا جاتا ہے اور پھر چیلنج بھی یہ کہہ کر "ثم لا تنظرون" پھر تم پر حرام ہے۔ یہ تمہاری غیرت اور حمیت پر ایک داغ اور دھبہ ہے اگر مجھے مہلت دو۔ ایک طرف عاجز اور بیکس انسان کوئی سامان نہیں رکھتا ایک چیونٹی کو بھی مسلنے کا مصالحہ پاس نہیں۔ لیکن ایک بڑے وثوق اور بھاری شعور کے ساتھ اور پورے اطمینان اور اعتماد سے ایک شیر ببر کو چھیڑتا ہے اور مقابلہ کے لئے اکساتا ہے اور تعدی کے طور پر کہتا ہے کہ "فکیدونی جمیعا"۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک گھڑی کا پتہ دیتا ہوں جو آنے والی ہے۔ مبارکبادی اور خوشی کی گھڑی نہیں بلکہ تلخ کلامی اور مصیبت کی ساعت جبکہ سب حیران ہونگے۔ آمین۔

یہ مصیبتیں اور تلخ کلامیاں کہاں سے ٹوٹ پڑیں۔ ان کا تو بظاہر نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر وہ مصائب اور ناکامیوں کا دبہ اگر پانچ چھ ماہ بعد ان پر آپڑتا تو کیسے ریشہ دوانی اور سازش کا خیال ہو سکتا تھا۔ دراز سلسلہ مصائب کا چلتا ہے اور چند غلاموں کا نیست و نابود ہونا بھی ساتھ ہے۔ ایسے ہزارہا فتن کے بعد ایسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ منشاء تھا اس سے ثابت ہوا جس نے کہا تھا سیهزم الجمع وہ کوئی فتنہ پرداز منصوبے باز سازشی انسان نہ تھا بلکہ ایک مقدس اور آسمانی معلم تھا۔ لاریب وہ اللہ کا رسول اور اسی کا مرد تھا۔ جس نے اس قدر دعویٰ اور پورے اعتماد سے کہا سیهزم الجمع۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی قادر اور برتر ہستی اور زبردست ہاتھ تھا اور ہے جس کے سہارے سے وہ بولتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی ایک ایسی ہی آواز سنائی دی۔ اور بڑی شد و مد سے لیکن مجھے ان نادانوں پر سخت افسوس آتا ہے جو جانتے ہیں۔ یہی الفاظ بولنے والا ایک صادق من علیه التحیة و التسلیم زمانے کو دکھا چکا ہے کہ یہ لفظ کسی معمولی انسان کی طاقت سے

باہر ہیں۔ اور ان میں ایک ہیبت اور جلال کے آثار نظر آتے ہیں۔ مگر اس وقت جب ایک صادق بولتا ہے تو اس کو اسی نظر سے نہیں دیکھتے۔ افسوس ہے ان پر جو اس نامبارک ساعت کا انتظار کرنا چاہتے ہیں اور مبارک ہیں وہ لوگ جو امنا و صدقنا کہہ کر فاکتبنا مع الشاهدین کہتے ہوئے وجد کر اٹھتے ہیں۔ ایک شخص نے اپنے زعم میں خیال کر کے کہ عقل کے مدارج پر پہنچ گیا اور بڑے بڑے حقائق عالیہ بیان کرتا ہے۔ اور در حقیقت بعض لوگوں میں یہ دھوکہ سرایت کر گیا ہے کہ وہ بڑا عالی خیال ہے۔ تین سال پیشتر ایک شخص نے جس کو چودھویں صدی میں خوش وقت پڑھا ہوگا خط لکھ کر امام الوقت کا اقتدا کیا جاوے۔ اس نے کہا اس زمانہ میں معقولی تحریر کرنا سید احمد خان پر ختم ہوا۔ اور تقویٰ۔ ورع سید احمد بریلوی پر تمام ہو گیا۔ اب ہمارے لئے کسی دوسرے امام کی تقلید ضروری نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی کی بابت یہ ہے کہ وہ دل سے پھوٹتی ہے، دل پر پڑتی ہے۔ جس طرح سے ایک فوارہ زمین سے پھوٹ کر اس کے مونہہ پر تھپیڑ مارتا ہے۔ احمقوں کی اس بات کو سن کر ایک خداشناس اور دریائے معرفت الٰہی کے شناور کا دل تڑپ اٹھتا ہے کہ کیا کیفیت وحی الٰہی کی بیان کی ہے۔ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت جبکہ ان کے بے رحم بھائیوں کا گندا منصوبہ ان کی ہلاکت کے لئے ہو رہا تھا کیا خبر تھی کہ وہ ایک اندھے کنویں میں بغرض ہلاکت ڈالے گئے۔ ابھی بچہ ہی تھے۔ بمشکل ان کی عمر دس بارہ سال کی ہوگی اور اس امر کا پتہ لگانے کے لئے کہ وہ کس عمر کے تھے مجھے کسی تاریخ کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن کریم کے الفاظ ہی بتلا دیتے ہیں کہ وہ ابھی سن تمیز کو نہ پہنچے تھے چنانچہ فرمایا "ارسله معنا غداً یرتع و یلعب" اے ابا جان! اس یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ذرا چرے چگے گا اور کھیلے کودے گا۔ اور ہم اس کے بچاؤ کے لئے کافی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ قوت دماغ بھی نہ رکھتے تھے۔ بلکہ معصوم تھے۔ جیسی حالت دماغ اور دل کے چھوٹے بچوں کی ہوتی ہے ویسی ساخت ان کی تھی۔ عمر کے لحاظ سے بھی جیسا کہ ابھی کہا کہ جس کی تحقیق کے لئے کسی دوسری تاریخ یا کتب کی ضرورت نہیں بلکہ خود کتاب مجید سے ہی اور ان مذکورہ بالا الفاظ سے ہی پتہ لگتا ہے کوئی ایسے باوقعت نہ تھے بلکہ کھیل کود سے زیادہ مطلب نہ رکھتے تھے۔ اسی بچپن کے زمانہ پر غور کرو کہ سوسائٹی کے خیالات کہاں تک ایک بچہ اپنے اندر رکھ سکتا ہے۔ آپ ایسا بھولا بھالا بچہ ناعاقبت اندیش بھائیوں کی منصوبہ سازی سے اندھے کنویں میں ڈالا جاتا ہے جہاں اسے آواز آتی ہے کہ "لتنبئنهم بامر هم هذا و هم لا یشعرون" سن او یوسف! یہ معاملہ جو تیرے نامہربان اور ناعاقبت اندیش بھائیوں نے کیا ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تو عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھے گا اور ان کو تیرے سامنے نادم کریں گے۔ دیکھئے! بامرهم میں وہ اس عظمت اور جلال کا بھی اشارہ رکھ دیا جو بعد میں حضرت یوسفؑ کی عملی زندگی میں دیکھا گیا۔ بامرهم میں تو یہ اشارہ ہے اور ناسزا بھائیوں کی کرتوت دکھائی ہے۔ اور هم لا یشعرون میں بتلایا ہے کہ اس وقت زرق برق اور شان و شوکت ایسی ہوگی کہ وہ پہچان نہ سکیں گے کہ وہ عاجز بچہ جو ایک تاریک کنویں میں ڈالا گیا، کہاں؟ اور یہ جاہ و جلال کہاں؟ اب ان عقلمندوں سے جو وحی الٰہی کو صرف دل ہی کی ایک کیفیت بتلاتے ہیں، کوئی پوچھے کہ کیا یہ دل سے پھوٹ کر دل ہی پر پڑتی تھی۔ اس اندھے کنویں میں کون سے نظارے تھے اور کون سے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تقویٰ، عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۲ / اگست ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۲ / ظہور ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام کانفرنس ہال برلن (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

الحمد للہ کہ امسال میرا جرمنی کا دورہ خدا کے فضل کے ساتھ بہت مفید اور بھرپور رہا ہے اور اس ضمن میں مَیں ساری جماعت احمدیہ جرمنی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں خصوصیت سے انہوں نے امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق ساری دنیا سے آنے والے مہمانوں کا بہت ہی خیال رکھا ہے۔ مہمانوں کو صرف ایک شکایت رہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ خیال رکھا ہے، کم کی شکایت میرے سننے میں نہیں آئی۔ اور ضرورت سے زیادہ کی شکایت خود مجھے بھی پیدا ہوئی اور مجبوراً مجھے پھر کچھ اقدام کرنے پڑے۔ باقی مہمانوں سے جو چاہیں تکلف کریں مجھ سے تکلف نہ کیا کریں کیونکہ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ مجھے سادہ، عام DISPOSABLE برتن کافی ہیں بجائے اس کے کہ بڑے بڑے ڈشوں کے طومار لگائے جائیں۔ اور آپ ہمیشہ سے مجھے جانتے ہیں جیسی میری طبیعت ہے ویسا ہی میرے سے سلوک کیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے اس دفعہ چونکہ انگلستان کے جلسے میں بہت اچھا کام تھا تو جماعت جرمنی یہ ارادہ لے کر آئی تھی کہ ہم نے مہمان نوازی کی حدیں توڑ دینی ہیں، تو حدیں توڑتے رہیں بے شک ارد گرد، مگر اس کے ٹوٹنے کی مجھے آواز نہ آیا کرے۔ بہر حال جہاں تک کوشش کا تعلق ہے اور محنت کا اور مجھے خوش کرنے کے خیال کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے ہر بھرپور کوشش کر دیکھی کہ مجھے خوش رکھیں حالانکہ میں اس کے بغیر بھی خوش رہتا ہی بلکہ زیادہ خوش رہتا۔

جہاں تک دوروں کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر کوشش کی گئی کہ میرے وقت کا پورا حساب لیا جائے اور میں نے بھی جہاں تک حساب دینے کا تعلق ہے اپنی طرف سے پورا حساب دیا ہے اور اس تھوڑے سے عرصے میں اتنی زیادہ ملاقاتیں اور مختلف مجالس ہوئی ہیں کہ جب مڑ کے دیکھتا ہوں تو لگتا ہے بہت لمبا عرصہ گزر گیا ہے مگر ابھی دو ہفتے بھی نہیں ہوئے۔ بہر حال یہ وقت ہمارا نہیں خدا تعالیٰ کا وقت ہے اور خدا تعالیٰ نے جو نئی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی ہیں ان کو ہم نے بہر حال پورا کرنا ہے اور ساری جرمنی کی جماعت اتنا مصروف رہی ہے اور ان تھک طور پر مصروف رہی ہے کہ مجھے ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کس طرح انہوں نے اتنے بڑے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ایسے علاقوں میں بھی جہاں جماعت کی نفری، جماعت کی تعداد ستر (۷۰) کلو میٹر پہ پھیلی پڑی تھی وہاں بعض شہروں میں مجالس لگائی گئیں جن مین غالباً ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ مگر ان سب نے مل کر کام کو ایسا سنبھالا جیسے وہیں کے رہنے والے ہوں اور ان کی بار بار کی اپیلوں کی وجہ سے وہ لوگ جو احمدیت سے بالکل شناسا نہیں تھے وہ بھی ایسی مجلسوں میں آتے رہے۔ پس سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں آپ نے بہت ہی محنت فرمائی، بہت کوشش کی اور ایسی کوشش ہے جو ختم ہونے والی نہیں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تبلیغ کو جتنے پھل لگ رہے ہیں وہ اب آپ کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ پھل لگنا ہی کافی نہیں ہوا کرتا پھلوں کی نگہداشت بڑی ضروری ہوتی ہے، ان کو سنبھالنا، ان سے آگے استفادہ کرنا۔ غرضیکہ وقت خود آپ کو ایسی روش پر ڈال چکا ہے جس سے پیچھے ہٹنے کا اب کوئی سوال نہیں رہا۔ اب تو دن بدن آگے بڑھنا ہے اور ساری زندگی اس کام میں جھونک دینی ہے کیونکہ جتنے بڑے کام یہاں شروع ہو گئے ہیں ویسے شاید ہی کسی اور ملک میں اس شدت کے ساتھ اور اس سے زیادہ مصروفیت کے ساتھ شروع ہوئے ہوں جیسا کہ جماعت جرمنی نے اس نئے دور میں ایک بناء ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بناء کو مضبوط تر کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جو خدمت دین کی عمارت ہے اس کو بلند و بالا کرتا چلا جائے اور ہر منزل قوی تر ہو۔ اور ہر منزل پہ بلندی کا احساس جو قرب الٰہی کا احساس ہے جب ہم دین کی باتیں کرتے ہیں تو بلندی کے معنے صرف عام بلندی نہیں بلکہ قرب الٰہی کا احساس ہے، خدا کرے یہ احساس بڑھتا رہے۔

اس ضمن میں آج کے خطاب کے لئے جو میں نے موضوع چنا ہے وہ قرآن کریم کی آیت ہے ﴿والَّذينَ جاهَدوا فينا لنَهدِيَنَّهُم سُبُلَنَا و انَّ الله لمع المُحسِنِين﴾ (العنکبوت: ۷۰) کہ یقیناً وہ لوگ جو ہماری ذات کے اندر، ہمارے اندر محنت کرتے ہیں ﴿جاهَدوا فينا﴾ کا مطلب ہمارے بارے میں محنت کرتے ہیں اور ہماری ذات میں سفر کرتے ہیں دونوں معنے ہیں۔ ﴿لنهدينَّهُم سُبُلَنَا﴾ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ لازماً، یقیناً ہم انہیں خود اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے ﴿و انَّ الله لمعَ المحسنين﴾ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ لازماً احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

اس آیت کو موضوع بنا کر میں اس سے پہلے بعض خطبات دے چکا ہوں لیکن آج کے خطبے کے لئے میں نے محض ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا انتخاب کیا ہے جس میں آپ نے بالآخر اسی آیت سے اپنی نصیحتوں کا تعلق جوڑا ہے۔ اور اس آیت کا ایک لطیف معنیٰ اس رنگ میں پیش فرمایا ہے کہ جس کا اطلاق خاص طور پر جماعت جرمنی پر ہوتا ہے۔ پس جماعت جرمنی کے حوالے سے آج کے خطبے میں یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریح کے مطابق موضوع بنائی گئی ہے۔ اب میں آپؑ کی عبارت شروع کرتا ہوں، فرماتے ہیں: ”میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں“۔

اب چونکہ یہ بیعتوں کا دور ہے اور کثرت سے بیعتیں ہو رہی ہیں تو اس نصیحت کو آپکو ہر بیعت کنندہ کو پہنچانا چاہئے۔

اکثر ان میں سے یہاں موجود نہیں ہوں گے اکثر ایسے ہوں گے جو شاید سن بھی نہ سکیں مگر اس کے مختلف زبانوں میں تراجم ہونے چاہئیں۔ مختلف زبانیں بولنے والوں کو اگر ممکن ہو تو آڈیو ویڈیو کے ذریعے بھی یہ پیغام پہنچایا جائے۔ غرضیکہ نئے آنے والے اور بیعت کنندہ کی ذمہ داری اب آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور جو کچھ ان کو فرمانا چاہتے ہیں وہ اس عبارت میں آپ نے فرما دیا ہے اور یہ آنے والوں کیلئے نصیحت کی جان ہے اگر اس کو بعینہ اسی طرح جیسا کہ حق ہے سمجھا کر یعنی بعینہ سے مراد یہ نہیں کہ لفظاً لفظاً، لفظ ہوں تو ساتھ تشریح بھی ہو، اگر اس طرح آپ نئے آنے والوں کو یہ پیغام پہنچا دیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آئندہ سالوں میں بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی بہتر سکت پا سکیں گے۔

فرماتے ہیں ”میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی“ بیعت کے نتیجے میں ایک بیج بویا گیا ہے اور بیج کس چیز کا بویا گیا ہے اعمال صالحہ کا۔ پس ہر بیعت ایک بیج کی طرح ہے جو زمین میں گاڑی گئی ہے اور اس سے اعمال صالحہ کا درخت پھوٹنا چاہئے۔ یہ بہت ہی لطیف تشریح ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے اور حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر، یوں لگتا ہے جیسے اس دور کی بیعتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک بہت ہی اعلیٰ، عمدہ اور مرکزی نصیحت فرما دی ہے۔ ”یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی جس طرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اس کو ختم کر دے اور آئندہ آب پاشی اور حفاظت نہ کرے تو تخم بھی ضائع ہو جاوے گا“ یعنی تخم ریزی کے نتیجے میں مزید اگنا تو درکنار وہ تخم جو مٹی میں گاڑا گیا وہ بھی ضائع ہو جائے گا یعنی کچھ بھی آپ کے ہاتھ نقصان کے سوا نہیں آئے گا۔

پس اصل کام بیعتوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔ پہلے بھی کام اصلی ہے یعنی اچھے بیج کی تلاش بہت بڑا کام ہے لیکن دو دور ہیں جو بیج آپ نے پکڑا اور چنا وہ دنیا کی نمائندگی کر رہا تھا اس کو اپنے اختیار میں لے لیا اور اسے اعمال صالحہ کا درخت لگانے میں استعمال کرنا ہے یہ ہے اصل کام۔ فرماتے ہیں ”اسی طرح انسان کے

ساتھ شیطان لگا رہتا ہے۔ پس اگر انسان نیک عمل کر کے اس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع ہو جاتا ہے"۔ یہ دوسری نصیحت اس میں یہ فرمائی گئی ہے کہ اتفاقاً بھی نہیں بعض دفعہ بیج لگا کر آپ بھول جائیں تو وہ پنپ ہی جاتا ہے۔ کئی دفعہ غلطی سے زمیندار چھٹا مارتا ہے تو کھیتوں کے کناروں پر یا کچھ باہر بیج لگتے ہیں اور اگ بھی آتے ہیں اور پل بھی جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسری بات یہ بیان فرما رہے ہیں کہ شیطان لگا رہتا ہے یعنی مومن جب بیج لگاتا ہے اور اس کی آب پاشی کرتا ہے تو اس کو اس کے باوجود بھی خطرہ ہے کیونکہ شیطان کی نظر ہے مومن کے پھلوں پر، مومن کے لگائے ہوئے پودوں پر اور وہ ضرور انہیں خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

چنانچہ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ شیطان جن کا پیشہ ہی جماعت احمدیہ کے لگائے ہوئے بیجوں کو خراب کرنا ہے مسلسل اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ایسا ہو اور اس کے لئے منصوبے بناتے ہیں، اس کے لئے لٹریچر تیار ہوتا ہے، اس کے لئے غیر ملکوں سے ان کو مالی امداد ملتی ہے اور آپ سمجھ رہے ہیں کہ خاموشی سے کام ہو رہا ہے حالانکہ دشمن آپ پر نظر رکھے ہوئے ہے، آپ کی ہر حرکت پر۔ اسے اسلام کی کسی اور کامیابی کی فکر نہیں، اسلام کے دنیا میں پنپنے کی اس کو فکر نہیں، اس کو نیکی کے پنپنے کی کوئی فکر نہیں، اس کو فکر ہے تو یہ ہے کہ نیکی کیوں پنپ رہی ہے۔ نیکی کو پنپنے میں مدد دینے کی کوئی فکر نہیں مگر جہاں بھی نیکی پنپے گی وہاں شیطان نے ضرور اثر دکھانا ہے اور ازل سے ایسا ہی چلا آ رہا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسی حقیقت کی طرف آپ کی توجہ مبذول فرما رہے ہیں جو ابتدائے آفرینش سے، آدم کے زمانے سے اسی طرح چلی آئی ہے۔ جب بھی زمین میں نیکی کا بیج بویا جائے گا شیطان نے ضرور حرکت کرنی ہے اور اس کو ثمرات سے محروم کرنے کے لئے یا جڑوں سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے جو کچھ اس کی پیش جا سکتی ہے وہ ضرور ایسا کرے گا۔ "یاد رکھو بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت ہوتی ہے"۔ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت ہوتی ہے عموماً الفاظ میں تو توبہ ہے مگر بیعت کنندہ کو یہ احساس دلانا کہ تم توبہ کا جو اقرار کرو گے اس میں ایک برکت ہو گی اس لئے اس اقرار کو دل و جان سے کرو اور تفصیل سے کرو۔ اپنے دل پر، اپنی سابقہ زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے خیال کرو کہ تم کیا کر رہے ہو اگر اس طرح تم توبہ کرو گے تو اس توبہ میں برکت ہو گی۔

پس یہ ایسی توبہ ہے جیسے بیج لگانے سے یا گٹھلی لگانے سے پہلے زمیندار اس کو دواؤں میں ڈالتا ہے اور ہر طرح سے دیکھ لیتا ہے کہ کوئی گندہ اثر پرانی حالت کا اس میں نہ پایا جائے مثلاً بعض گٹھلیوں کے ساتھ کچھ فنگس (FUNGUS) لگی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض بیجوں کے ساتھ کچھ بیماریاں لگی ہوتی ہیں۔ پس بیجوں کی تلاش کے بعد جو بیج میسر آئیں ان پر بھی محنت کرنی پڑتی ہے اور ان کو ہر اس بدی سے پاک کرنا پڑتا ہے جو بعد میں نشو و نما کے وقت مزید سر اٹھا جائے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس کو نو مبائعین کو سمجھائیں اور بتائیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو ایک دفعہ آپ کریں گے تو جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے برکت پیدا ہوتی ہے۔ پس بیعت کنندہ کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ دیکھو تم نے توبہ کی ہے، کس کس چیز سے توبہ کی ہے ہمیں نہ بتاؤ مگر خود تو سوچو، خود سمجھو اور احساسِ بیدار کے ساتھ جو بدیاں تھیں ان سے توبہ کرو ورنہ بیعت کا کوئی معنی نہیں ورنہ بیعت کے اندر وہ بدیاں داخل ہو کر اسی طرح نشو و نما پاتی رہیں گی۔

"اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگا لے تو ترقی ہوتی ہے مگر یہ مقدم رکھنا تمہارے اختیار میں نہیں"۔ فرمایا توبہ کے ساتھ ایک اور عہد بھی وہ کرے جو بیعت میں کرتا تو ہے لیکن باشعور طور پر یہ احساس زندہ رکھتے ہوئے کہ میں نے آئندہ دینی کاموں کو دنیاوی کاموں پر ترجیح دینی ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو اس وقت گہرے طور پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ ہر بیعت کنندہ کی پرورش ان باتوں کے ساتھ اگر چلے تو ایک عہد بیعت کے دوران ہی اس کو ساری زندگی کا ذخیرہ مل جائے گا ساری زندگی کا زادِ راہ ہاتھ آ جائے گا۔ پس آغاز کیسا ہو یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توجہ دلا رہے ہیں۔ اس رنگ میں بیعتیں کرنی چاہئیں اس رنگ میں بیعتیں کروانی چاہئیں کہ ہر شخص کو یہ چیزیں نئی محسوس ہوں محض الفاظ نہ دہرائے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا بلکہ اس کے ذہن نشین کرو کہ دیکھو تم نے کچھ بدلنا ہے پہلے تم دنیا کو دین پر مقدم رکھا کرتے تھے اب تمہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں یہ تمہارے بس کی بات نہیں اور یہ بات ساری جماعت پر اطلاق پا رہی ہے ہم میں سے کسی کے بس کی بات نہیں۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، کا ایک بہت بڑا عہد ہے جو ہم کرتے ہیں مگر اکثر صورتوں میں جب حالات تقاضا کریں کہ اب دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھاؤ تو اکثر ہم میں سے ناکام رہتے ہیں۔ پس اس بیماری کی جڑھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دکھا دی ہے کہ اس کا علاج ہونا ضروری ہے اگر نہیں کرو گے تو یہ توبہ بھی بے کار اور یہ تخم ریزی بھی بے فائدہ۔ فرماتے ہیں "تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امداد الٰہی کی سخت ضرورت ہے"۔ یہ وہ موقع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی سخت ضرورت ہے "جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا﴾"۔ کہ وہ لوگ جو ہمارے بارے میں اور ہماری راہ میں سفر کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں یعنی بالارادہ کوشش کر کے ہم سے تعلق بڑھانا چاہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ﴿لنھدینّھم سبلنا﴾ ہم ہی ہیں جو اپنی راہوں کی طرف ان کی راہنمائی کرتے اور اپنی راہوں پر ہاتھ پکڑ کے ان کو چلاتے ہیں۔

پس جب ہر تان اس بات پر ٹوٹی کہ اگر ہم نے جہاد کیا تو جہاد کی کامیابی اللہ کے منشاء پر مبنی ہے اور اس کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے تو پھر یہ سفر ایک کامیاب سفر ہو گا۔ اس ضمن میں یاد رکھیں "جاھدوا" ایک مرکزی نقطہ ہے اس میں۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں وہ "جاھدوا" کے متعلق تھیں۔ تم اس طرح بیج کو پاک صاف کرو، اس طرح اس کو گاڑو، اس کی نگہداشت کرو، شیطان سے بچانے کی کوشش کرو یہ سب ﴿جاھدوا فینا﴾ کی باتیں ہیں۔ اگر تم یہ "جاھد" کا مضمون اپنی ذات میں اور اپنے ماحول میں جاری کرو گے تو پھر ﴿لنھدینّھم سبلنا﴾ کا مضمون شروع ہو گا اور اگر یہ نہیں ہو گا تو ﴿لنھدینّھم سبلنا﴾ کا مضمون بھی اطلاق نہیں پائے گا۔

فرماتے ہیں کہ "جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں جس طرح تم بھی وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آب پاشی کے بے برکت رہتا ہے بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے، دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر تو فضل الٰہی وارد نہیں ہو گا اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے"۔ یہ ایک روز مرہ کی حقیقت ہے اور اس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ نو مبائعین کی نصیحت کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو بھی ایک نصیحت کرتے چلے جا رہے ہیں گویا وہ بھی نیا بیعت کنندہ بن گیا۔ ہر احمدی نے بھی گویا پھر سے بیعت کی ہے اور یہ بیعت توبہ ہے جس کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے الفاظ میں فرمائی ہے کہ ہر روز باشعور طور پر یہ دیکھنا چاہئے۔

اب دیکھیں ہر روز دیکھنا چاہئے، یہ نگہداشت کا حصہ ہے۔ آپ میں سے وہ جو زمیندار ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ ہر روز اپنی کھیتی کو دیکھتا ہے، اس کی مختلف حالتوں کو دیکھتا ہے، مختلف شیطانی بیماریاں جو اس کو لگ جاتی ہیں ان کو دیکھتا ہے۔ زمیندار کھیتوں میں پھرتا ہے تو کچھ نوچ کے پھینک دیتا ہے، کہیں نیچے جھک کر جڑی بوٹی کو اکھیڑتا ہے۔ ایک بہت ہی خاموش مضمون ہے جو آپ کو دور سے دکھائی دینے میں یوں لگے گا جیسے کوئی محنت نہیں ہے حالانکہ زمیندار جانتا ہے اور میں یہ جو کہہ رہا ہوں میں اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہا ہوں۔ میں نے زمینداری اس طرح کی ہے جس طرح ایک کسان اپنے کھیت کی پرورش کرتا ہے اس طرح میری عادت تھی کہ جب بھی مجھے موقع ملا میں کھیتوں میں جا کر خود کام کرتا تھا کیونکہ میرے کام کرنے کے بغیر وہ جھنگ کے جو عوام ہیں وہ کام کر ہی نہیں سکتے جب تک مالک ان کو کر کے نہ دکھائے اور ان کو یہ فکر لاحق نہ ہو کہ دیکھ لے گا۔ اس طرح وہ کام نہیں کر سکتے۔ تو اس مجبوری کی وجہ سے اور کچھ عادتاً کچھ اس سے مجھے دلچسپی بھی تھی۔ میں نے اسی طرح کھیتوں کی آبیاری کی ہے خود پانی لگائے ہیں، نکے باندھے ہیں ان کی جڑی بوٹیوں کو اکھیڑ اکھیڑ کر پھینکا ہے۔ جب مونجی لگائی جا رہی ہوتی تھی تو ساتھ ان کے پودے پکڑ کر جھک جھک کر لگا کر دکھاتا تھا کہ اتنے اتنے فاصلے پر لگنے چاہئیں۔ اگرچہ اتنی طاقت نہیں تھی جتنی وہاں کی بعض قوموں میں ہے کہ وہ بار بار جھک کر مونجی لگاتے ہیں مگر اتنا کرنے میں بھی کمر دوہری ہو جایا کرتی تھی۔ اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مجھے پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ مزدور محنت کش کتنی مصیبت اٹھاتے ہیں۔ آپ کے لئے چند پیسوں کے

MUSLIM TV AHMADIYYA

SATELLITE WAREHOUSE

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey. GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

لئے کتنی بار بار ان کو معیبت کرنی پڑتی ہے- اس لئے جہاں ایک طرف ان کے لئے راہنمائی بنتی تھی دوسرے میرے دل میں ان کے لئے نرمی پیدا ہوتی تھی، ان کو ان کے اجر سے زیادہ دینے کی خواہش پیدا ہوتی تھی- تو اس طرح زمیندارہ جس نے کیا ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ دین کا کام بھی زمیندارہ ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام حارث رکھا گیا اور آپ کی مثال بھی قرآن کریم نے ایک کھیتی سے دی ہے-

یہ سارا مضمون بعینہ آپ پر اطلاق پا رہا ہے یعنی جماعت احمدیہ پر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ کو سکھا رہے ہیں اس کے ساتھ چلتے ہوئے میں بھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کو خود ساتھ ساتھ محنت کرنی ہوگی- نو مبائعین خود نہیں جانتے کہ انہیں کیا کرنا ہے- انہیں کچھ قدم آگے چل کر بتانا ہوگا کہ یہ بھی کرو، یہ بھی کرو، اپنے نفس کا خیال رکھو اور یہ ممکن نہیں اگر آپ اپنے نفس کا خیال نہ رکھیں- پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے"- اب یہ صرف دعا کرنا جو مضمون ہے یہ بھی ہمارے ان دھوکوں میں شامل ہے جن میں بہت سے لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں- بعضوں سے پوچھے کوئی کیوں جی آپ کے کوئی پھل نہیں لگے کچھ لوگ آئے تھے ضائع ہو گئے، کہ جی ہمارا کام تو دعا کرنا ہے بس- دعا ہم نے کر دی آگے اللہ کا کام- یہ اللہ میاں کی غلطی ہے جو اس نے ہماری دعا کو اپنے بندوں کے حق میں قبول نہیں کیا- حالانکہ دعا کرنے والے کا دھوکہ ہے-

اگر محنت کے ساتھ دعا نہ ہو اور دعا کے ساتھ محنت نہ ہو تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا اور کچھ بھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا "اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور قلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ کامیاب ہوگا دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے اس کی پیداوار ہمیشہ ناقص رہے گی جس سے وہ شاید سرکاری محصول بھی ادا نہ کر سکے"- جو سرکاری محصول والا ہے معاملہ یہ ہمیں اپنی بخشش کے لئے کچھ خرچ کرنا پڑے گا اور ﴿وَ ممّا رزقنٰھُم یُنفقون﴾ میں جو کچھ ہم بدنی یا ذہنی یا دلی قربانیوں کے ذریعے یا مالی قربانیوں کے ذریعے خرچ کرتے ہیں یہ سرکاری محصول ہے جس کے بغیر دین بنتا ہی کچھ نہیں- پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اصطلاحیں بھی وہ استعمال فرما رہے ہیں جو اسلامی اصطلاحوں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں-

"وہ ہمیشہ مفلس رہے گا- اسی طرح دینی کام بھی ہیں انہی میں منافق"- یعنی دینی کاموں میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ان میں ہر قسم کے پودے ہیں "انہی میں منافق، انہی میں نکمے، انہی میں صالح، انہیں میں ابدال، غوث، قطب بنتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک درجہ پاتے ہیں اور بعض چالیس برس سے نماز پڑھتے ہیں مگر ہنوز روز اول میں ہیں" یعنی بعض لوگ آپ دیکھیں گے چالیس برس تک وہ نمازیں پڑھتے چلے جا رہے ہیں لیکن نمازوں میں نہ دماغ ہے نہ جان ہے نہ دل ڈالا گیا- اس لئے پہلے دن کا سفر پہلے دن کا ہی رہا اور چالیس برس اکارت گئے وہیں کھڑے رہیں گے جہاں وہ کھڑے ہوئے تھے-

"کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی- تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے"- تیس روزے سب کی زندگی میں آتے ہیں روزے گزرے تو واپس پہلی بدیوں کی طرف لوٹتے ہوئے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ الحمد للہ بڑا اچھا رمضان کٹ گیا ایک سال کے لئے مصیبت سے نجات ہوئی اور اب ہم مزے سے وہ سب باتیں کریں گے جو پہلے کیا کرتے تھے- "بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خواں ہیں مگر ہمیں امداد الٰہی نہیں ملتی"- کہتے ہیں ہم تو بڑے متقی ہیں خدا سے ڈرنے والے، نمازیں پڑھتے ہیں بڑی دیر سے پڑھ رہے ہیں مگر اللہ کی امداد نہیں ملتی- اس کا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادت کرتے ہیں- وہ عبادت کرتے ہیں رسمی طور پر اسے پورا کرنے کے لئے اور دیکھا دیکھی- پس ترقی کا کبھی خیال نہیں، گناہوں کی جستجو بھی نہیں، سچی توبہ کی طلب بھی نہیں، پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں-

یہ وہ مضمون ہے توبہ ہی کے تعلق میں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اب اور آگے بڑھا دیا ہے کہ جو لوگ احمدیت میں داخل ہوں جن لوگوں نے، جس طرح آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کو سمجھا ہے خوب غور کر کے اپنے حالات پر، اپنی سابقہ زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے قدم آگے بڑھایا ہے تو ان کو یہ دکھانا ضروری ہے کہ ﴿لنھدینّھم سُبُلَنا﴾ **دین کا مقصد اللہ کی جستجو اور اللہ کی ذات میں سفر ہے** اگر آپ کی نماز اس سفر میں آپ کی مد نہیں تو وہ نماز بے کار ہے- پس محض نمازیں پڑھانے سے خوشی محسوس نہیں ہونی چاہئے- بہت سے ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں خود جرمنی میں بھی اس کی مثالیں ہیں، کہتے ہیں بچی تھی تو بڑی نمازی مگر یہ آفت پڑ گئی- وہ جو آفت پڑتی ہے وہ خالی نماز کی وجہ سے پڑا کرتی ہے- شیطان اچکتا ہے تو خالی نمازوں والوں کو اچکا کرتا ہے- ماں باپ تو یہی دیکھتے ہیں کہ بچی نے نمازیں پڑھ لیں لیکن یہ نہیں پتہ کہ وہ کیسی نمازیں تھیں- کس قدر وہ خالی تھیں کس قدر ان میں خلاء رہ گیا تھا جس پر شیطان حملہ آور ہو سکتا تھا- پس عبادتوں میں بھی خلاء ہوتے ہیں اور ان خلاؤں کو شیطان بھرتا ہے ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور وہاں اپنی جگہ بنا لیتا ہے-

پس یہ سارے مضامین وہ ہیں جو آغاز ہی میں سمجھانے والے ہیں- آپ بہت محنت کرتے ہیں تبلیغ میں اس میں کوئی شک نہیں لیکن وہ لمبی محنت اگر اس رنگ میں کریں جس رنگ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تو آپ کی محنت نئے آنے والے کی محنت میں منتقل ہو جائے گی- آپ نے جن جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نصیحتوں کو آگے نو مبائعین میں منتقل کرنا اور ایسے رنگ میں منتقل کرنا کہ اپنی زندگی میں ایک انقلاب محسوس کرنے لگیں اور یہ احساس پیدا کریں کہ انہیں اب محنت کرنا ہوگی اور محنت خدا کے لئے کرنا ہوگی- محنت اس لئے کرنا ہوگی کہ وہ اللہ سے ملیں اور اللہ کی ذات کا سفر اگر کوئی شخص شروع کر دے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی اور نظام کی اس کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی-

ان معنوں میں جن معنوں میں مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں اگر نو مبائع خدا کی ذات میں سفر کے ارادے سے قدم اٹھائے اور داخل ہو کر اس سفر کے حالات پر نظر رکھے اور دیکھے کہ وہ کس حد تک خدا کا قرب اختیار کر رہا ہے تو پھر ایسے شخص کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں پڑے گی- بسا اوقات ایسے شخص دوسروں کو سنبھالتے ہیں- میں نے کئی نو مبائعین دیکھے ہیں جو جماعت کی کاہلی اور سستی کی وجہ سے ٹھوکر نہیں کھاتے بلکہ جماعت کو ٹھوکروں سے بچانے والے بن جاتے ہیں- وہ آگے بڑھتے ہیں ان کو کہتے ہیں دیکھو ہم نے تو پالیا تم نے پا کے کیوں کھویا ہوا ہے تم سمجھتے ہو کہ تم نے پالیا مگر تم بالکل بے حاصل انسان ہو- دیکھو ہم خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں آکر کیسی ترقی کر رہے ہیں- یعنی ان معنوں میں نہ بھی کہیں تو ان کا ذہن کمزوروں کو سنبھالنے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہ جو پہلے نو مبائع تھے وہ مبائعین کی تربیت کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں-

فرماتے ہیں "سچی توبہ کی طلب ہی نہیں- پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں ایسے انسان بہائم سے کم نہیں"- ایسے انسان جانوروں سے کم نہیں "ایسی نمازیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ویل لاتی ہیں"- ویل کا مطلب ہے ہلاکت- پس بظاہر اچھا کام کر رہے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن یہ نمازیں ویل لاتی ہیں- اس ویل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ ایک قرآنی آیت کی طرف ہے فرمایا ﴿فویل للمصلّین الّذین ھُم عن صلاتِھم ساھون الّذین ھُم یُرآؤُن و یمنعون الماعون﴾ مصلّیوں پر لعنت ہو- اب ہمارے ہاں تو مصلّی کام کرنے والوں کو کہتے ہیں ان پر لعنت نہیں ہے- ان پر لعنت ہے جو بظاہر خدا کا کام کرتے ہیں لیکن عملاً کام نہیں کر رہے ﴿الّذین ھم عن صلاتھم ساھون﴾ وہ لوگ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں-

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبادت کے اس مضمون کو کھولا ہے کہ پہلے دن سے

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specialized

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcomed

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

ہی نماز کو بھرنے کی طرف توجہ دو-اگر نماز نہیں بھرو گے تو یہ نماز تمہارے لئے ہلاکت کا موجب بن جائے گی- ہم نے ایسی ہری بھری فصلیں دیکھی ہیں جو بڑے زور سے اوپر اٹھتی ہیں اور لگتا یہ ہے کہ اب زمیندار کا گھر دانوں سے بھر جائے گا مگر وہ ساری کی ساری فصلیں کھڑی ہی رہتی ہیں جھکتی نہیں اس لئے کہ ان کے اندر دانہ نہیں پڑتا- کچھ عرصے کے بعد وہ سفید دکھائی دینے لگتی ہیں- پس یہ وہ فصلیں ہیں جو ویل کی آواز لگاتی ہیں "ویل للمصلّین"- ایسی محنت کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہو کہ جن کو انجام کار اپنی محنت کا کوئی بھی ثمر ہاتھ نہ آئے-

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ویل لاتی ہیں- نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لے آوے- پس رسم اور رسمی عبادت ٹھیک نہیں- ہماری جماعت بھی اگر بیج کا بیج ہی رہے گی تو کچھ فائدہ نہیں ہو گا- جو ردی رہتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو بڑھاتا نہیں- پس تقویٰ عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو- یاد رکھو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کچھ بھی سود مند نہیں- اس دھوکے میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اس کو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے"-

پس بیعت کا نام دراصل ایک موت ہے اور بہت کم ہیں جو یہ سمجھتے ہیں- آپ ان کو کہیں یہ نئی زندگی ہے وہ مان جائیں گے- مگر یہ نہیں پتہ کہ پہلی زندگی پر موت آئے بغیر نئی زندگی مل نہیں سکتی- تو یہ چیزیں وہ ہیں جو سمجھانی چاہئیں اور نومبائعین کے ذہن سے گذارنی چاہئیں کہ دیکھو بھئی تم نے جو قبول کیا ہے تو محض ہماری تعداد بڑھانے کی خاطر نہیں اپنی خاطر قبول کیا ہے تمہیں لازماً فائدہ پہنچنا چاہئے- اگر تمہیں فائدہ نہ پہنچا تم ایک خالی بیج کی طرح رفتہ رفتہ گل سڑ جاؤ گے اور تمہاری محنتوں کو کچھ بھی پھل نہیں لگے گا سوائے اس کے کہ غیر تم پر لعنت ڈالیں تم نے کیا مصیبت سہیڑ لی، کیا بن بیٹھے ہو- یہ غیر کی لعنتیں بھی اسی شیطانی کارروائی کا حصہ ہیں کہ وہ ہر آنے والے کے اوپر لعنت ڈالتا ہے اور آپ میں سے اکثر کو علم نہیں کہ ان بے چاروں کو کتنی کتنی مصیبتوں سے گذرنا پڑتا ہے-

اب وہ لوگ جو غیر کی لعنت کا شکار ہوں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے محبت اور رحمت کے پیغام ان کو نہ ملیں، اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو اپنائیت کا ثبوت مہیا نہ ہو تو غیر کی لعنتیں برداشت نہیں کر سکیں گے- بہت سے ایسے میں نے دیکھے ہیں جو ایک رستے سے آئے اور دوسرے رستے سے چلے گئے- اس میں ایک محض ان کا اپنا قصور نہیں بلکہ ان کا ماحول ان پر بہت سختی کرتا ہے اور بہت طریقوں سے ان کو نظام جماعت سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے- ایک دفعہ وہ جماعت سے ہٹ جائیں پھر خواہ خود شیطان ہو جائیں ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا ہوں دہریہ ہوں جو مرضی ہو جائیں پھر شیطان کو ان میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی- یہ ایک ایسا یقینی احمدیت کے حق میں ثبوت ہے کہ دنیا کے پردے پر آپکو سوائے احمدیت کے کسی اور جگہ دکھائی نہیں دے گا-

یہ کیا وجہ ہے کہ کوئی احمدی ہو یا کوئی قوم احمدیت کی طرف توجہ دے تو سعودی عرب میں آگ لگ جاتی ہے یا کویت جلنے لگتا ہے- لیکن سارا عالم اسلام خدا تعالیٰ کی طرف پیٹھ پھیر جائے، ہر قسم کی بدیوں میں ملوث ہو، بد دیانت ہو جائے، بدکار ہو جائے، ہر قسم کی گندگی اس میں آ جائے ان کو ذرہ بھی اس بات کی پرواہ نہیں، نہ اس کی اطلاع ہو گی نہ اس کی فکر ہو گی بلکہ اپنے آرام سے وہ جیسی عیش و عشرت کی نیندیں سوتے تھے ویسی سوتے رہیں گے- آگ لگتی ہے تو محض کسی کے سچائی کو قبول کرنے پر لگا کرتی ہے ورنہ دوسری قومیں کسی کے متعلق کچھ پرواہ نہیں کیا کرتیں- وہ کیا ہو گئے ہیں، پہلے کیا تھے اب کیا ہوئے- یہ ایک ایسا قانون قدرت ہے جو نبوت کے ساتھ لگا ہوا ہے اگر آپ کے ہاتھ میں کوئی اور دلیل نہ ہو تو دشمن کا منہ بند کرنے کے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے- تم دکھاؤ دنیا میں کون لوگ ہیں جو اپنا مذہب بدلیں تو کسی اور کو فکر پیدا ہو- کون لوگ ہیں جو بدکار ہوں تو کسی اور کو فکر پیدا ہو- سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی دنیا کی جماعت ایسی نہیں ہے جس میں جب لوگ داخل ہونا شروع کریں تو امیر ملکوں کی سلطنتوں کے کنگرے ہلنے لگتے ہیں اور اس سے پہلے ان کو پتہ بھی نہیں تھا کہ کس قسم کے لوگ کہاں بس رہے تھے کس قسم کی شیطانیوں میں ملوث ہیں- اب یورپ میں بسنے والے جتنے مسلمان ہیں ان میں سے اکثر کے حالات آپ جانتے ہیں شراب نوشی میں مگن، جوا بازی ان کا عام ایک پیشہ بن چکا ہے- ہر قسم کی بدیاں جائز ہیں اور کوئی بھی پرواہ نہیں وہ جتنا چاہیں کریں خواہ وہ پاکستانی ہوں، خواہ وہ سعودین ہوں، خواہ وہ کویتی ہوں، خواہ وہ ایرانی ہوں کوئی مجھے بتائے تو سہی کہ کیا کبھی ان کی ان بدیوں کی وجہ سے سعودی عرب میں ارتعاش پیدا ہوا، کیا کبھی ان کی ان بدیوں کی وجہ سے پاکستان میں ارتعاش پیدا ہوا، کیا کبھی ایران میں ارتعاش پیدا ہوا؟ ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں- جہنم میں جائیں جو چاہیں کریں مگر احمدی نہ ہوں-

پس خدا کی راہ کے سوا آگ نہیں لگتی- اسی لئے قرآن کریم نے جماعت احمدیہ کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ﴿لیغیظ بهم الكفّار﴾ ان کی پہچان یہ ہو گی، ان کی سچائی کی علامت یہ ہو گی کہ جب وہ نشوونما پائیں گے اور ضرور نشوونما پائیں گے تو پھر کفار کو آگ لگ جائے گی اس سے- غیظ و غضب میں وہ جلائے جائیں گے لیکن یاد رکھیں کہ غیظ و غضب تو ضرور ہو گا **اگر آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت کے مطابق خدا کی خاطر کر رہے ہوں گے اور خدا کی طرف بڑھنے والے ہوں گے تو ان کا غیظ و غضب آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا- ناممکن ہے کہ آپ کی ترقی کو یہ روک سکیں- کہاں یہ ترقی روک سکے ہیں کوئی ایک ملک دکھاؤ جہاں ان کی بدکرداریوں اور جھوٹے شیطانی پراپیگنڈے کے نتیجے میں جماعت کی ترقی کے قدم رک گئے ہوں-**

غوغا ضرور ہے، ایک شور ضرور مچاتے ہیں- چھاتیاں پیٹتے ہیں کہ یہ کیا ہو گیا- حکومتیں ارتعاش میں آ جاتی ہیں- ان کی تجوریاں کھلتی ہیں، کچھ پیشہ ور پیسہ کمانے والے ان سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ خوب گھومتے ہیں اور خوب لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اس جماعت کی طرف نہ جانا مگر کیا کسی کا قدم روک سکے؟ کبھی بھی روک نہیں سکے- اس کی تو وہی مثال ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی پوری اتری اور وہ آئندہ ہمیشہ کے لئے ایک مثال بن گئی- ایک احمدی دوست بٹالے کے سٹیشن پہ اترے قادیان جانے والے تھے تو ایک ملاں دوڑ کر آیا اور ان کو کہا کہ کہاں جا رہے ہو بڑا ظلم کر رہے ہو جس جگہ جاؤ گے وہاں تمہارا ایمان لوٹا جائے گا، تمہارا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا- انہوں نے چھاڈال لیا اس کو، پنجابی میں کہتے ہیں نا 'جاپھا' اور اپنے ساتھی کو آواز دی کہ آؤ آؤ میں تمہیں شیطان دکھاؤں- یہ شیطان ہوتا ہے- اس کو صرف یہ تکلیف ہے کہ یہ لوگ نیکی کے لئے کیوں جا رہے ہیں- وہ قحبہ خانوں میں جائیں، گندگیوں کی طرف دوڑیں، جہاں مرضی چلیں اس مولوی کو توفیق نہیں ملے گی کہ ان کو روکے- کثرت سے عیسائی ہو جائیں مجال ہے جو مولوی کو کوئی فکر لاحق ہو- لیکن مسیح موعود علیہ السلام کی طرف جا رہے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو میں تمہیں پکڑ کے دکھاتا ہوں یہ شیطان تھا اور ساتھ ہی اس نے ایک بہت دلچسپ بات کہی- اس نے کہا مولوی! لوگوں کی جوتیاں گھس گئیں قادیان جاتے ہوئے، مرزا صاحب کے در پہ جاتے ہوئے، تمہاری جوتیاں گھس گئیں ان کو روکتے ہوئے لیکن تم نہیں روک سکے ان کو، نہ آئندہ کبھی روک سکو گے-

یہ ہے خدا تعالیٰ کی عظمت کا نشان، اسی طرح دشمن کوشش کرتا ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا کی راہوں سے روکے اور صرف خدا کی راہوں سے روکتا ہے باقی راہوں کی اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں- یہ ایک کسوٹی ایسی ہے جس پر ہمیشہ صحیح جواب آئے گا- سوائے احمدیت کے دنیا کی کسی جماعت کی سچائی اس کسوٹی پہ سچی ثابت نہیں ہو سکتی- احمدی ہو تو دوسروں کو آگ لگے- شیطان ہو جاؤ، کافر ہو جاؤ، یہودی بن جاؤ، عیسائی ہو جاؤ جو چاہو کرو مجال ہے جو کسی کو کوئی فرق پڑے- تو اس جدوجہد کو جو لوگ آپ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اپنے حق میں استعمال کرنا سیکھیں- دشمن کو یہ بتائیں اور آنے والوں کو بھی کہ دیکھو یہ سچائی ہوتی ہے- پوچھا کریں کہ کیوں جی آیا تھا کہ نہیں کوئی تمہارے پاس- وہ بتاتے ہیں اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ بغیر بتائے کھسک کے دور ہٹ جاتے ہیں یہ ان کی بدنصیبی ہے مگر پھر وہ جہاں مرضی چلے جائیں پھر ان کی کوئی پرواہ نہیں رہتی- ایک دفعہ جماعت سے چھٹ جائیں پھر دوبارہ ان کے پاس کوئی بہکانے والا نہیں آئے گا، کوئی واپس دین کی طرف بلانے والا بھی نہیں آئے گا ان کا کام ختم ہو گیا جماعت سے الگ کر دیا-

پس اس دلیل کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اٹھائی ہے اسے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کے حق میں پیش کریں اور بتائیں کہ ان کی تکلیف کا موجب سوائے ہدایت کے اور کوئی چیز

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

نہیں-فرماتے ہیں "ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اسکو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اس ابتدائی حالت کے واسطے فرمایا ﴿یٰاَیُّھَاالَّذین امنوا علیکم انفسکم﴾ "-اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر اپنے نفس کی ذمہ داری فرض کی جاتی ہے-سب سے پہلے ﴿انفسکم﴾ کی طرف توجہ دلائی ہے-بعد کا سفر، دوسرے نفوس کی طرف توجہ، یہ بعد کی باتیں ہیں- "﴿علیکم انفسکم﴾ یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو دوسروں کا فکر مت کرو"-

اب یہ جو فقرہ ہے "دوسروں کا فکر مت کرو" اس پر ٹھہرنا نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی سے دوسروں کے فکر کی طرف منتقل ہوتے ہیں-زور دینا اس بات پر ہے کہ پہلے اپنے نفس کا فکر پھر دوسروں کے فکر-اگر اپنے نفس کا فکر نہیں تو دوسرے کے فکر کا تمہیں کوئی حق نہیں- "ہاں رات کو اپنے آپ کو درست کرو" اب یہ جو فقرہ ہے کیسا عظیم ہے "اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت کرو" حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ساری تحریریں قرآن و حدیث کی عارفانہ تفسیریں ہیں- ﴿و من اللّیل فتھجّد به نافِلةً لّك عسیٰ ان یّبعثك ربُّكَ مقاماً مّحموداً﴾ یہ اس کی تفسیر ہے-

فرمایا فکر کرو تو دن کو اپنی درستیاں لوگوں کو نہ دکھاؤ-اگر اپنی فکر ہے تو اس وقت کرو جب خدا کے سوا تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا- ﴿و من اللّیل فتھجّد به﴾- **تہجد اس جہاد کو کہتے ہیں جو کمزوریاں دور کرنے کا جہاد ہے اور ہر تہجد آپ کو دوسروں کے لئے دن کے وقت نصیحت کرنے کے لئے پہلے سے بہتر تیار کرتا ہے- کتنی اعلیٰ تعلیم ہے**-فکر کرو مگر اس رنگ میں کہ رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت دیا کرو-لوگ دن کو درستیاں دکھاتے رہتے ہیں اور رات کو آرام سے سو جاتے ہیں-حالانکہ **راتوں کا جاگنا اپنے نفس کی درستی کے لئے ضروری ہے** کیونکہ خدا کے سوا ایسے انسان کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا اور اس وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ضروری ہے-

تہجد کے متعلق میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بعض لوگ تہجد کو اپنی دنیاوی خواہشوں یا اپنے دوستوں کو اپنی دعائیں دکھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں-واویلا مچا دیتے ہیں، روتے ہیں، پیٹتے ہیں اے خدا ہمیں یہ بھی دے، وہ بھی دے، فلاں دے، فلاں دے-اللہ تعالیٰ دے بھی دیتا ہوگا اس سے تو انکار نہیں-مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ﴿تھجّد به﴾ کا یہ معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے یہ نفس کی درستی کا معنی ہے-جب خدا کے حضور کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اپنے آپ کو ٹٹولا کریں-اپنے نفس کی باریک چھپی ہوئی بدیوں کو دیکھیں اور ان کے خلاف جہاد کریں- تہجد اس محنت کو کہتے ہیں جو انسان کے نفس کی حالت کو بہتر کرتا ہے-

﴿نافلةً لّك﴾ اسی لئے فرمایا ﴿عسیٰ ان یّبعثك ربُّك مقاماً مّحموداً﴾- یہاں غیروں کی بات ہی نہیں ہو رہی-یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری تہجد کی دعائیں قبول ہو کے تم لوگوں کی نظر میں ولی بن جاؤ گے اور لوگ تمہیں دعاؤں کیلئے کہا کریں گے-کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں-ہو سکتا ہے خدا ان کی دعائیں قبول کرتا ہو-ہو سکتا ہے محض وہم ہو-مگر تہجد کا مقصد یہ نہیں ہے جس کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں-

تہجد کا مقصد یہ ہے کہ انسان تہجد پڑھنے والا خود مقام محمود تک جا پہنچے اور مقام محمود اس وقت نصیب ہوتا ہے جب بدیوں سے خالی ہو کر حمد سے پُر ہو- محمود کا مطلب ہی یہ ہے یعنی ممکن ہے کہ اگر تم تہجد صحیح طریقے سے ادا کرو اور اس پہ محنت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے اور تمہارا سفر خدا کی طرف شروع ہو جائے یہانتک کہ تم مقام محمود تک پہنچو جس تک خدا پہنچائے گا-

﴿عسیٰ ان یّبعثك ربُّك مقاماً مّحموداً﴾-ایک معنی تو آنحضرت ﷺ کے لئے خاص ہے وہ میں پہلے کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کے ہر فرد پر اس معنے کو عام کر کے دکھا رہے ہیں-فرمایا راتوں کو اٹھو اور تہجد اپنی بدیوں سے پاک ہونے کے لئے کرو اور ہر بدی جو دور ہو گی یاد رکھو اللہ اس بدی کی بجائے اس کو حمد سے بھر دے گا اور جب خدا حمد سے بھرتا ہے اسے مقام محمود کہا جاتا ہے وہ مقام پھر دوسروں کو بھی دکھائی دیتا ہے اور وہ ایک سچا مقام ہے کیونکہ جس مقام کو خدا محمود سمجھے اور محمود دیکھے اگر دنیا بھی اس کو محمود سمجھے اور محمود دیکھے تو اس میں انسان کے لئے کوئی خطرہ نہیں کہ جسے خدا کی نظر اچھا قرار دیدے وہ محفوظ ہے اور امن میں آجاتا ہے-

"رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت کر دیا کرو-خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے اور تمہاری کمزوریوں کو تم سے دور کرے اور اعمال صالحہ اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے-آمین"-پس یہ وہ نصیحت تھی جو میں نے آپ تک پہنچا دی-حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت سے زیادہ جماعت جرمنی کو اور کسی نصیحت کی ضرورت نہیں-اس کو حرز جان بنالیں، اس کا دامن پکڑ لیں، اسے عروہ وثقیٰ کی طرح تھام لیں اور جن باریکیوں کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نصیحت کا سفر مکمل کیا ہے آخری دعاؤں کے ساتھ اسی باریکی کے ساتھ آپ اس سفر پر روانہ ہوں اور ایک مقام پر نہ ٹھہریں بلکہ مقام محمود کی تلاش کریں-اس مقام محمود کی جو ﴿تھجّد به نافلةً لّك﴾ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے-خدا کرے کہ ہمیں بھی یہ مضمون پورا کرنے کی، یہ نصیحت پوری کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے-اور خدا کرے کہ ہمارے نو مبائعین بھی بعینہ اسی سفر میں ہمارے ساتھ داخل ہو جائیں-اگر یہ ہو تو پھر آپ دیکھیں گے کہ جماعت جرمنی جن ترقیات کو دیکھ رہی ہے ان کو اوپر کی طرف نہیں بلکہ اوپر سے نیچے کی طرف دیکھے گی-جماعت جرمنی اس تیزی کے ساتھ مقام محمود میں بلندیوں کے سفر کرے گی کہ جن کو آج آپ ترقی کہہ رہے ہیں وہ آپ کو بہت نیچے کی منازل دکھائی دیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا سفر جو ہے وہ ہمیشہ ہر قدم پر پچھلی ترقیات کو چھوٹا اور معمولی دکھاتا ہے-اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے-

بقیہ : مختصرات از صفحہ اول

کلاس نمبر ۴۸ براڈکاسٹ ہوئی جو ۳۰؍ مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی-اس میں حضور نے سورہ آل عمران کی آیات ۱۶۳ تا ۱۸۰ کا ترجمہ و تفسیر ارشاد فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آیت نمبر ۱۶۲ میں انبیاء کی معصومیت کی دلیل ہے اور انبیاء کے متعلق بددیانتی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر جیتے ہیں- آیت ۱۶۵ میں خدا تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا ذکر ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہی لوگوں میں سے نبی بھیج کر ان پر فرمایا-حضور انور نے ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ اب آخری زمانے میں انہی میں سے پھر مبعوث نہ فرمائے تو یہ احسان نہیں ہوگا-پس خدا نے آغاز احسان سے فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی حدیث "واما مکم منکم" کا ترجمہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا ہے-اور یہ خوشخبری ہے اس لئے "منکم" امت محمدیہ پر دلالت کرتا ہے-یعنی اس احسان کی تکرار ہوگی-......اسی آیت میں حضور انور نے فرمایا کہ تعلیم کا لفظ دونوں یعنی کتاب اور حکمت پر حاوی ہے-حضور نے لفظ "امّی" کی بھی تشریح بیان فرمائی-

آیت نمبر ۱۶۶ میں ذکر ہے کہ جو بھی مصیبت، مشکل اور نقصان پہنچا وہ منافقین کی کمزوری کی وجہ سے پہنچا اور پھر وہ خود ہی اعتراض بھی کرنے لگ گئے-

آیت نمبر ۱۶۶ اور ۱۶۷ کے سلسلے میں حضور انور نے فرمایا کہ تحقیق کرنی چاہئے کہ کتنے منافقین آنحضرت ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئے-آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد اہل مدینہ نے بے وفائی نہیں کی البتہ باہر سے آئے ہوئے لوگ مثلاً طائف کے ہو سکتا ہے بعد میں منافق ہو گئے ہوں-عبداللہ بن ابی بن سلول جو منافق تھا وہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا-اس سلسلے میں یہ آیت تحقیق کا ایک دلچسپ دروازہ کھولتی ہے-

آیت نمبر ۱۷۰ کے مطابق شہداء کی آخرت کی زندگی غیر معمولی ہو گی-ہمارا شعور وہاں تک نہیں پہنچ سکتا-آیت نمبر ۱۷۸ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ایمان میں کمزور تھے-انہوں نے جب اپنا مفاد کفر اور نافرمانی میں دیکھا تو کافر ہو گئے-انہیں ایمان میں گھاٹا ہی نظر آیا-

حضور انور نے فرمایا کہ جنگ احد سے زیادہ مومنوں کو نکھارنے والی کوئی اور جنگ نہ تھی-

جمعرات ۱۸؍ستمبر ۱۹۹۷ء :

آج ۳؍جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ شدہ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۵۸ دوبارہ نشر کی گئی جس میں حضور انور نے لیڈم کا تفصیل سے ذکر فرمایا-حضور انور نے زخموں میں فائدہ دینے والی دوا کیلنڈولا کا ذکر بھی فرمایا کہ یہ دوا Anti-Septic کا کام دیتی ہے-ایک قطرہ دوا میں چار قطرے پانی کے حساب سے ملانا چاہئے-کینسر کے زخموں کے سلسلے میں ریسرچ ہوئی ہے کہ اگر کینسر کے زخم پر شہد کی پٹی کی جائے تو بعض کینسرز میں شفا کا باعث بنتی ہے-آنکھ کے ناسور میں بھی شہد کی سلائی لگانا بہت مفید ثابت ہوا ہے-یعنی گہرے اور گندے زخموں میں شہد کی پٹی بہت مفید پائی گئی ہے جو "فیہ شفاء للناس" کا ثبوت ہے-اس پٹی کو دن میں چار مرتبہ بدلنا چاہئے-

حضور انور نے لیکیسس، روٹا اور رسٹاکس کا بھی ذکر فرمایا-چہرے کے بالوں کو اڑانے کے لئے نیٹرم میور، تھوجا، سیپیا مفید پائی گئی ہیں اور مچھلی کا تیل بھی اونچی طاقت میں مفید ہے-

(ا-م-چ)

Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

اخبارات وجرائد سے

اسلام واحمدیت کا دشمن پاکستان کا ایک فوجی آمر جنرل ضیاء الحق جس نے رسوائے زمانہ آرڈیننس ۲۰ کے ذریعہ احمدیوں کے بنیادی حقوق کو تلف کیا۔ جو خود کو اسلام کا چیمپئن سمجھتا تھا اور جسے بعض لوگ خلیفۃ المسلمین خیال کرتے تھے اور جس نے احمدیوں کے لئے اذان دینا، اللہ اکبر اور اشہدان لا الہ الا اللہ کی آواز بلند کرنا اور اسلامی شعار پر عمل کرنا ایک خوفناک جرم قرار دیا اسے خلق خدا کیا کہتی ہے، اس کے نمونہ کے طور پر روزنامہ خبریں لاہور کی ۲۸ر اگست ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں 'بازگشت' کے کالم میں شائع ہونے والی راجہ انور، جرمنی کی تحریر ملاحظہ ہو۔ اس کا عنوان ہے: "جنرل ضیاء کا مشن...... کیسا مشن"

جنرل ضیاء کا مشن......... کیسا مشن؟

ہمارے ہاں سیاست کسی مشن یا نظریئے کے بجائے صرف دولت اور وراثت کی کنیز بن چکی ہے یعنی جو کوئی کسی سیدھے ٹیڑھے راستے ایک بار ایوان اقتدار میں گھس گیا یوں جانیئے اس کی ساری نسل شاہی خاندان ہو گئی۔ آج ہماری پارلیمنٹ تقریباً ایسے ہی خاندانوں کا مجموعہ ہے۔ اس حساب سے صاحبزادہ میاں اعجاز الحق آمریت کے سجادہ نشین ہیں۔ وہ اپنی سیاسی وراثت کو تازہ دم رکھنے کی خاطر ہر سال خلیفۃ المسلمین جنرل ضیاء الحق کا عرس شریف منعقد کرواتے ہیں اور عرس خواہ سائیں مرچو ایسے مرد قلندر کا ہو یا ضیاء ایسے مرد جالندھر کا اسے کامیاب سمجھئے کہ **ہمارے ہاں زندہ انسانوں پر مردے اور قبریں بھاری ہیں۔** جس قوم کی سیاسی اور روحانی قیادت قبروں اور مردوں کے ہاتھ میں ہو اسکی بدبختی اور درماندگی کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ جبھی تو آج ہم نمونہ عبرت بنے پڑے ہیں۔

کسی زمانہ میں افغان مجاہدین بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ جنرل ضیاء کے عرس میں شریک ہوا کرتے تھے اس بار وہ متبرک موقع پر تشریف نہ لا سکے اور آتے بھی کیسے کہ جہاد کلچر کی برکات کے باعث وہ ایک دوسرے کے کندھوں سے سر کا بوجھ ہلکا کرنے کے جہاد میں مصروف ہیں۔ تاہم ان کی عدم شرکت سے پیدا ہونے والے عظیم خلا کو گورچرن سنگھ جی کی قیادت میں آنے والے سکھ وفد نے کافی حد تک پورا کر دیا۔ سکھوں کے نعرے کا ثواب پہنچ گیا ہوگا۔ برسبیل تذکرہ! سکھوں کا قافیہ تو پہلے ہی سے شرعی تھا اب کے بھنڈارے میں شامل ہو کر انہوں نے اپنا ردیف بھی سانجھا کر لیا۔ چلو کوئی جھگڑا تو ختم ہوا۔

شرکاء عرس سے خطاب کرتے ہوئے میاں نواز شریف نے قوم کو یہ نوید سنائی کہ وہ جنرل ضیاء کا مشن پورا کر کے ہی دم لیں گے۔ لوگوں نے اندرون ملک انکے اس اعلان پر کتنی "خوشیاں" منائیں اس کا تو اندازہ ہی کر سکتا ہوں البتہ بیرون ملک جس کسی نے ان کا خطاب پڑھا اس کے منہ سے بے اختیار "مرحبا مرحبا" کے الفاظ نکلے۔ اس قسم کی صورت حال میں ایک عام آدمی دو چار 'دعائیہ کلمات' کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہے؟ عوام کی قسمت کہ انہوں نے دوبارہ اپنا مقدر جس شخص کے نام لکھا وہ انکے بجائے ایک فوجی آمر کا مشن پورا کرنا چاہتا ہے۔ یہ کتنا افسوس ناک اتفاق ہے کہ بانی پاکستان کی مسلم لیگ کا وارث قائد کے بجائے ایک ایسے **فوجی آمر کے** مشن کو زیادہ اہم سمجھتا ہے **جس کا دور حکومت ہم لوگوں کے نزدیک آئین، جمہوریت، قانون اور تاریخ کے نام پر ایک سیاہ دھبہ تھا**

کیا جنرل ضیاء کا مشن یہ تھا کہ وہ رات کے اندھیرے میں پاکستان کی حکومت پر شب خون ماریں اور اس ملک کے وزیر اعظم کو تختہ دار پر لٹکا دیں؟ یا پھر یہ کہ وہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر ۹۰ دنوں کے اندر اندر عام انتخابات منعقد کروانے کا عہد کریں، لیکن گیارہ برسوں تک اقتدار نہ چھوڑیں؟ کیا ان کا مشن یہ تھا کہ وہ سیاستدانوں کو ان سنہری الفاظ میں خراج تحسین پیش کریں:

"اگر میں ایک بار اپنا ڈنڈا ہلاؤں تو یہ سیاست دان کتوں کی مانند دم ہلاتے ہوئے میرے پیچھے پیچھے چلے آئیں......"۔ یا پھر ان کا اصل مشن ۱۹۷۳ء کے آئین کی عزت و توقیر کرنا تھا جب انہوں نے کہا "آئین کیا ہے؟ چند صفحات کا کتابچہ، جسے میں جب چاہوں پھاڑ کر اپنے بوٹوں تلے مسل دوں"۔

موصوف نے واقعی یہ کر دکھایا! بے چارہ آئین گیارہ برس تک ان کی ٹھوکروں سے بلبلاتا رہا۔ انہوں نے شخصی اقتدار کی بقا کیلئے آٹھویں ترمیم کے چھرے سے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا۔ یہ بھی درست ہے کہ بے ننگ ونام سیاست دانوں کا ایک جم غفیر ایک عشرے تک ان کے پیچھے دم ہلاتا پھرا۔ اس حقیقت کو شاید کوئی دیوانہ بھی نہ جھٹلا سکے کہ **انہی کے دور میں ہمارا معاشرہ ہر اخلاقی، انسانی اور جمہوری قدر سے محروم ہوا۔** موصوف نے پیپلز پارٹی کی جڑیں اکھاڑنے کی خاطر پورے سماج کی جڑیں اکھاڑ دیں۔ **انہوں نے سیاست کی رگوں میں کرپشن کا زہر کچھ اس طرح داخل کر دیا کہ یونین کونسل سے لے کر ایوان پارلیمنٹ تک کوئی ادارہ اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ کلاشنکوف اور ہیروئن کلچر کو بھی انہی کے دور میں فروغ ملا اور کراچی کے لسانی فتنے نے بھی انہی کی آشیر باد سے جنم لیا۔ انہوں نے اسلام کے نام پر ملائیت اور فرقہ پرستی کا ایسا کوڑھ پھیلایا جو آج فرقہ وارانہ دہشت گردی ایسے لاعلاج مرض کی شکل اختیار کر چکا ہے۔** انہوں نے افغانوں، کشمیریوں اور سکھوں کو اپنے اقتدار کی طوالت کیلئے استعمال کیا۔ کیا جناب نواز شریف صاحب قوم کو یہ بتانا پسند کریں گے کہ اسکے علاوہ بھی جنرل ضیاء کا کوئی ایسا مشن تھا جسے اب وہ مکمل کرنا چاہتے ہیں؟۔

یہ بات ایک عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہے کہ دو تہائی اکثریت کا دعویٰ رکھنے والے وزیر اعظم نے اب تک ایک فوجی آمر کا سیاسی بوجھ اپنے کندھے پر کیوں اٹھا رکھا ہے؟ اور وہ ماضی سے باہر آنے کو کیوں تیار نہیں؟ یہ درست ہے کہ مارشل لاء دور میں جنرل جیلانی کے ذریعہ پہلی بار حکومت کے آنگن میں داخل ہوئے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ جنرل ضیاء کو اپنی ذات سے وفادار قسم کے لوگ پسند تھے چنانچہ جنرل نے وفاداری بشرط استواری کی بنیاد پر ان کا "کلا" مضبوط رکھا۔ یہ ضرورت کا رشتہ تھا سو چلتا رہا۔ اس میں عقیدت کا عنصر شامل کرنا حقائق کے برعکس ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر وزارت اعلیٰ کے "کلے" پر وہ نہ ہوتے تو کوئی اور ہوتا...... اسکے باوجود اگر نواز شریف چاہیں تو ہر نماز جمعہ کے بعد جنرل کی قبر پر فاتحہ بھی پڑھ لیا کریں۔ انہیں شخصی تعلق کو اپنی حد تک رکھنا چاہئے کیونکہ ہمارے خیال میں انہیں موجودہ مینڈیٹ اس لئے نہیں ملا کہ وہ جنرل ضیاء کے وزیر اعلیٰ تھے اور نہ اس لئے کہ وہ ان کا "مشن" مکمل کریں۔ بحیثیت وزیر اعظم پاکستان انہیں عوام، جمہوریت اور انسانی حقوق کی توہین کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ سچ پوچھئے تو اس معاملے میں "اپنا شیدا ٹلی" سیانا نکلا جو عین برسی کے موقع پر اعجاز الحق کا غچہ دے کر مانچسٹر پہنچ گیا......"۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور، ۲۸ر اگست ۱۹۹۷ء)

بقیہ: تقریر از صفحہ نمبر ۴

تعویذ باز تھے جو اس نے رمال اور قرعہ اندازوں سے یہ بات حاصل کر لی تھی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ کیا کوئی خیالی بات یا وہمی اثر تھا۔ آخر کار ایک عجیب سلسلہ چلتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ جس سے یہ تسلی اور سکینت سے بھرے ہوئے الفاظ حضرت یوسفؑ کو اندھے کنویں میں بشارت کی صورت میں سنائے۔ وہ وہ ذات تھی جو پوری متصرف اور قادر ہے۔ وہ وہ تھا جو ذات پر پورا متصرف اور قادر ہے۔ ممکن تھا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جاتی جس سے نشان یا گم ہو جاتے اور نقش قدم کا پتہ نہ لگتا۔ اور یا کارواں جو چین یا کسی اور ملک سے آتا اور اس کنویں تک نہ پہنچ سکتا۔ یا کارواں اسے ایسی طرف لے جاتا جہاں اس نور کے فرزند کو کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا۔ لیکن کیا بات ہے کہ مصر کی طرف قافلہ کیوں جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت، تدبر اور تصرف اس ہستی میں ہے جس نے یہ الفاظ کان میں ڈالے تھے۔ ایسے تصرفات کو معلوم کرنے کے لئے جب تک ایمان، ایقان اور عرفان کی راہوں میں قدم نہ رکھا جاوے تو عدم تعمیل کا زلزلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مومن کا دل خدا کی انگلی میں ہوتا ہے۔ لیکن کیا کبھی کسی نے محسوس کیا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طور پر محسوس کرنے کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے میں اس کی نظیر نہیں پاتا۔ اس سلسلہ میں جو تبدیلی میں دیکھتا ہوں میں اس کو لفظوں میں بیان کرنے کی طاقت نہیں پاتا۔ اس لذت اور ذوق کو میری روح محسوس کرتی ہے۔ اور بھلا تم ہی بتلاؤ کہ اس احتظاظ کو میں لفظوں کا لباس پہنا کیونکر سکتا ہوں؟ اب میں پھر حضرت یوسف والے معاملہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ قافلہ مصر کو جاتا ہے۔ ممکن تھا کہ وہ کسی ایسے گمنام آدمی کے پاس چلے جاتے جہاں انہیں کوئی نہ پوچھتا۔ مگر نہیں۔ وہ عزیز مصر کے پاس جاتا ہے جہاں اس کی ٹیڑی جمتی ہے۔ خود عزیز مصر کی بیوی اس پر فریفتہ ہوتی ہے۔ آخر قید خانے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اب ایسی حالت میں ذرا اس تسلی دہ الفاظ کو پھر زیر نظر رکھو۔ وہاں تو امارت کی کرسی پر جاہ وجلال کے ساتھ بیٹھنے کا وعدہ ہے۔ لیکن یہاں اس وقت بظاہر الٹے آثار نظر آتے ہیں۔ کرسی امارت کی بجائے جیل خانہ کی کوٹھڑی میں پڑے ہیں۔ یہی تو تصرف الٰہی کے اثبات اور ایمان کو عرفان کے درجہ تک پہنچانے کی سبیل ہے۔ اسی جیل میں دو اور قیدی آتے ہیں۔ خدا ان کے سر میں گدگدی پیدا کرتا ہے۔ اور خواب نظر آتا ہے۔ اب وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اور آثار نظر آنے لگے کہ وہ ایک دن ضرور اسی کرسی امارت و صدارت پر بیٹھیں گے۔ ادھر عزیز مصر کو خواب آتا ہے سارے فلاسفر مصر کے عاجز رہ جاتے ہیں، کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اب دیکھو کیا معاملہ ہے۔ وہ قیدی جو زنداں میں خواب کی تعبیر حضرت یوسف سے پوچھ چکا تھا اور رہا ہو گیا تھا ممکن الوقت بھول جاتا مگر نہیں۔ وہ حضرت یوسف کا ذکر کرتا اور ان کو بلانے جاتا ہے۔ الغرض ادھر کنعان میں قحط پڑتا ہے چونکہ کنعانیوں کا رجوع طبعاً مصر کی طرف تھا۔ تب پانیوں پر خدا کی روح لہراتی نظر آتی ہے۔ عارفین صاف طور پر خدا کو جنبش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تاسف اور آہ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کیسا ناتراشیدہ اور اجڈ وہ آدمی ہے جو فلاسفر ہے۔ ابداً ابداً خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے دل میں یہ بات ایک عجیب ذوق سے جاگزیں ہو گئی ہے کہ خدا کی ہستی کے لئے احکام اور شرائع کی تعمیل اور ذوق سے آمادہ کرنے کے لئے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ جیسے اقتداری پیشگوئیاں ہیں اس لئے یہ پیشگوئی "ان کنتم في ريب مما نزلنا علىٰ عبدنا ...... الى الآيه" ہے۔

اب میں اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں۔ اور اپنے وجدان میں بڑا مزا پاتا ہوں۔ اور اپنے سید ومولا امام کو بڑا محسن پاتا ہوں۔ اس زمانے میں بڑے فصیح البیان اور طلیق اللسان لیکچرار سٹیج پر آکر لوگوں کی دلبستگیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ سید احمد صاحب خواہ کوئی ہوں، ایسے ہی تھے اور ہیں۔ اگر ایک مسلمان فصیح بول سکتا ہے یا لیکچر دے سکتا ہے تو ایک آریہ اور برہمو بھی فصاحت سے بولتا ہے۔ لیکن خدا نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ قرآن فصاحت وبلاغت ہی میں بے نظیر ہو۔ بلکہ خدا کا سچا اور زندہ مذہب اسلام قادر، مقتدر، منتقم کی اس روش میں پیشگوئیوں کا سلسلہ ہے جو آج تیرہ سو سال بعد بھی اس رنگ میں دکھایا جاتا ہے۔ آج پھر زمانہ کو معلوم ہو سکتا ہے کیا ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ کہ خدا قادر مقتدر خدا ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے عملی حالت کمزور ہو رہی تھی۔ اور بہایم کی طرح سنتی تک نہ تھی۔ یا مفہوم نہ آتا تھا۔ ان اقتداری پیشگوئیوں سے صاف سمجھ میں آیا ہے کہ قرآن کریم کے لانے والا مقتدر، منتقم خدا کی طرف سے لایا جو مالك يوم الدين ہے۔ اتنا بڑا احسان اس انسان کامل کا ہے کہ اگر تمام مسلمان بھی اس کے شکریہ میں پیشانیاں رگڑ رگڑ کر گھسا دیتے تو بھی ایک شمہ ادا نہ کر سکتے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے کچھ بھی نہ کیا مگر خدا کا ہزار کیا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پھر دنیا میں قائم کیا اور پھر اپنی زندہ اور مقتدر ہستی کا ثبوت ایک آسمانی معلم کے ذریعہ دینا چاہا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مبارک زمانہ کو پا کر سجدات شکر بجا لانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ میری دلی آرزو اور بڑی تمنا اور سچی پیاس ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس شکریہ کے لئے تیار کرے اور میری بات یاد رکھو اور بحضور دل سن لو کہ اگر ہم شکریہ کے لئے تیار نہیں ہونگے تو ہم پر حجت تمام ہو چکی۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين.

☆......☆......☆

THOMPSON & CO.
SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as: Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road, Southfields,
London SW18 5SW
Tel: 0181-333 0921 & 0181-448 2156
Fax: 0181-871 9398

ایک مسلمان سائنس دان
جس کی قوم نے اس کی قدر نہیں کی

(محمد طاہر ندیم)

چند دن قبل لائبریری میں اثناء مطالعہ ایک سعودی ہفتہ وار رسالہ "المجلہ" کے ۱۲/ تا ۱۸/ جنوری ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں ایک مشہور کالم نگار جناب فہمی ہویدی صاحب کا ایک مضمون نظر سے گذرا جو انہوں نے مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بارہ میں "ایک مسلمان سائنس دان کا المیہ جسے اس کی قوم نے اس لئے نظر انداز کر دیا کہ وہ "احمدی" ہے" کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔ جناب فہمی ہویدی صاحب عربی ادبی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اس مضمون میں انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ مضمون میں مذکور ان کے بعض افکار سے کلی اتفاق نہیں کیا جا سکتا تاہم انہوں نے اپنی بساط کے مطابق جرأت سے مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فجزاہ اللہ۔ ان کے مضمون پر کسی قسم کے تفصیلی تبصرہ کے بغیر خلاصۃً بعض امور الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش ہیں۔

مضمون کے شروع ہی میں بڑے طنزیہ انداز میں فہمی ہویدی صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے اس طرح نظر انداز کئے جانے کے دو سبب ہیں۔ اول یہ کہ آپ کا تعلق سائنس کی شاخ فزکس سے تھا اور ایک سائنس دان کے نام سے معروف تھے اور موسیقار نہیں تھے نہ ہی فٹ بال کے کھلاڑی تھے کہ انہیں اس قدر اونچا مقام دیا جاتا۔ اور دوم یہ کہ آپ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو امام مہدی اور آنحضرت ﷺ کا خلیفہ مانتا ہے اور اس وجہ سے اس کے بعض عقائد خراب ہیں اور ایمان مجروح کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ ان دو اسباب کی وجہ سے آپ اس حال میں دنیا سے اٹھ گئے کہ نہ تو کسی نے ان کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور نہ کسی عربی اخبار نے ان کا ذکر خیر کیا۔ سوائے ایک اخبار کے، حالانکہ علم اور سائنس کی دنیا میں جو کہ آپ کے سائنسی کارناموں کی قدر دان ہے، جن کی بنا پر آپ کو نوبل انعام دیا گیا، آپ کی وفات نے ایک خلا پیدا کر دیا ہے جسے وہ محسوس کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ پہلے مسلمان سائنس دان تھے جنہیں نوبل انعام دیا گیا اور میری دعا ہے کہ آخری نہ ہوں۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات پر مجھے آپ کے متعلق لکھنے میں کسی قدر تردد پیدا ہوا اور کئی دفعہ چند سطریں لکھیں اور پھر کاٹ دیں اور اس تردد کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے ذاتی طور پر آپ کے متعلق قلم اٹھانے میں کوئی تردد تھا۔ اپنا ذاتی موقف تو میں قبل ازیں ایک سیمینار میں واضح کر چکا تھا بلکہ صرف تردد اور ڈر اس غلط فہمی اور بدظنی کے پیدا ہونے سے تھا کیونکہ ہماری قوم کو بالکل چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتوں میں بھی بدظنی اور غلط فہمی کا شکار ہو جانے اور اختلافات کو ہوا دینے کی عادت ہے تو کجا ایسے شخص کے بارہ میں کوئی مضمون لکھنا جس کے عقائد ایسے ہیں کہ اس پر خارج از اسلام ہونے کا الزام ہے۔ اس لئے اس فرقہ کے ساتھ بحث اور گفتگو سے اجتناب کو ہی غنیمت سمجھا جاتا ہے۔

پھر علماء کرام نے غلط طور پر عوام الناس کے دلوں میں یہ بات راسخ کر رکھی ہے کہ جن مسلمانوں سے تمہارا فروعی اختلاف ہے ان سے گفتگو نہ کی جائے اور جن سے اصولی اختلاف ہیں ان سے بحث کرنا تو گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے بچنے کے لئے جو نہ تو کسی بحث کے آداب سے واقف ہیں اور نہ ہی انہیں گفتگو کا سلیقہ آتا ہے، میں نے چند ہفتوں تک اس مضمون کو ملتوی کئے رکھا کیونکہ ایسے جاہلوں سے میرے کئی جاننے والوں کو پالا پڑ چکا تھا۔ اس التوا سے میرا دل تو بظاہر مطمئن ہو گیا لیکن میرے ضمیر نے کہا کہ اس التواء اور تردد میں فرار ہے ایک ایسے مسئلہ پر بحث کرنے سے جو کہ فرض ہے اور اسلام کے مفکرین کی طرف سے اس کا فیصلہ ہونا ضروری ہے۔

اسی اثناء میں میری نظر محترم ڈاکٹر صاحب کے متعلق چھپنے والے ایک مضمون پر پڑی جس کے کاتب کو میں نہیں جانتا۔ اس مضمون نے مجھے آپ کے بارہ میں لکھنے پر آمادہ کیا اور فیصلہ کرنے میں میری مدد کی۔ یہ مضمون مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ایک مقالہ "اسلام اور سائنس" سے ماخوذ ہے۔ اس مضمون سے مجھے پتہ چلا کہ **آپ ایک مومن کے یقین سے بات کرتے ہیں جو کہ قرآن کریم کے ایک عظیم معجزہ ہونے پر ایمان رکھتا ہے اور ایک ایسے مسلمان کی حیثیت سے بات کرتے ہیں جو کہ اپنی عظیم اسلامی تہذیب اور تمدن پر فخر کرتا ہے۔** چنانچہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ کچھ بھی ہو اس شخص کے بارہ میں لکھنا ایک واجب الادا قرض اور امانت ہے۔ جب ہم ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صرف وفات کے بعد ہی اس طرح نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ آپ اپنی زندگی میں بھی جہاں علماء اور سائنس دانوں نے آپ کو ایک درخشندہ ستارہ کی حیثیت سے پہچانا تو دوسری طرف آپ ان اکیڈمیوں اور محققین کی دنیا سے باہر بالکل مجہول تھے۔

اس کے بعد جناب ہویدی صاحب موصوف نے آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ تحریر کیا ہے کہ بچپن سے ہی آپ کی صلاحیتیں چمکیں اور ۱۷ سال کی عمر میں آپ کا پہلا مقالہ نشر ہوا جس میں آپ نے الجبرا کے ایک مسئلہ کا حل پیش کیا۔ ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کے وظیفہ پر آپ کیمبرج یونیورسٹی سے منسلک ہوئے اور وہاں اثناء تعلیم آپ نے ایک مضمون لکھا جس نے سائنس کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا اور نظریاتی فزکس میں آپ کو ایک نمایاں مقام پر کھڑا کر دیا۔ ۱۹۵۲ء میں جب آپ تعلیم مکمل کر کے واپس اپنے وطن تشریف لائے تو حکومت کی طرف سے ایک معمولی کام آپ کے سپرد ہوا اور جلد ہی آپ نے جان لیا کہ آپ کی صلاحیتیں پاکستان میں رہتے ہوئے زیادہ نہیں چمک سکتیں۔ لہذا آپ دوبارہ ۱۹۵۴ء میں برطانیہ لوٹ گئے جس کے دو سال بعد آپ کو امپیریل کالج میں استاد کے خطاب سے نوازا گیا اور آپ کو نظریاتی فزکس ڈیپارٹمنٹ کی بنیاد رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی اور آپ کو رائل سوسائٹی کے کم سن ترین ممبر کی حیثیت سے منتخب کر لیا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی۔ آپ نے اپنی تحقیقات جاری رکھیں اور کمزور نیوکلیئر قوتوں کا نظریہ پیش کیا۔ آپ کی علمی خدمات کی بنا پر آپ کو ۱۹۷۹ء میں ہارورڈ یونیورسٹی کے دو اساتذہ کے ساتھ نوبل انعام سے نوازا گیا۔ ازاں بعد آپ نے بڑے تردد اور سوچ و بچار کے بعد لندن میں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا حالانکہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ اپنے وطن پاکستان کی خدمت کریں۔

۱۹۹۳ء میں آپ نے تیسری دنیا کے ممالک کے لئے سائنس اکیڈمی کی بنیاد رکھی اور اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے اس اکیڈمی کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ یہ اکیڈمی تیسری دنیا کے سائنس دانوں کو اپنے اپنے ملک کے سائنسی مسائل حل کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرے گی۔

جہاں ایک طرف اس عظیم شخص نے ساری زندگی تیسری دنیا (جس کی طرف وہ منسوب ہوتے تھے) کے مسائل حل کرنے کی فکر میں گذاری تو دوسری طرف آپ کے تعلقات حکومت پاکستان سے کشیدہ رہے کیونکہ ستر کے دہاکے میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے جماعت احمدیہ کو خارج از اسلام قرار دیا۔ چنانچہ اس وقت سے آپکے تعلقات پاکستان سے کچھ عرصہ منقطع رہے لیکن آخری سالوں میں دوبارہ یہ تعلقات بہتر ہو گئے تھے جبکہ حکومت پاکستان نے ایک پروگرام مرتب کیا اور اس میں صدر پاکستان نے آپکے اعزاز و اکرام میں خطاب کیا (یاد رہے کہ باوجود ان تعلقات کی کشیدگی کے آپ نے نوبل انعام ملنے پر ایک گرانقدر رقم پاکستان میں سائنس کی ترقی کیلئے عطیہ دیدی)۔

محترم ہویدی صاحب **"جب ایک شخص اپنے اسلام کا اعلان کرے"** کا عنوان لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ ہے داستان اس عظیم سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی جنہیں اپنے ملک و قوم میں وہ مقام نہیں ملا جس کے وہ مستحق تھے۔ حتی کہ انہیں ایک گلوکار یا فٹ بال کے ایک کھلاڑی کا مقام بھی نہیں دیا گیا۔ چنانچہ آپ یورپ یعنی انگلستان اور اٹلی کی طرف رخت سفر باندھنے پر مجبور ہوئے جہاں آپ کا بڑا پر جوش استقبال ہوا اور اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا آپ کو اچھا موقعہ ملا۔ اور سائنسی حلقوں میں آپ کو عظیم مقام ملا۔

جہاں تک آپ کے احمدی ہونے کا تعلق ہے تو یہ ایک الگ موضوع ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ ایک احمدی گھرانے میں پیدا ہوئے اور اس فرقہ کی افکار و تعلیمات کے ذریعہ آپ نے اسلام کو پہچانا اور اسے ہی اسلام سمجھا۔ اور جہاں تک اسلام کے متعلق میری معلومات کا تعلق ہے تو میری نظر میں آپ بڑے پکے مسلمان تھے اور بڑے پختہ ایمان کے مالک تھے اور آپ نے ساری زندگی اسی صفت سے یعنی بطور مسلمان ہی اپنا تعارف کروایا ہے اور بطور مسلمان کے ہی ہر جگہ خطاب کیا ہے۔ اسی لئے مجھے آپ سے ہمدردی ہے باوجود اس کے کہ مجھے جماعت احمدیہ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اسلئے کہ اس کی تعلیمات میں انحراف فکری پایا جاتا ہے۔

جناب فہمی ہویدی صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کونسا انحراف فکری ہے جس نے مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ہمیشہ اپنا تعارف بطور مسلمان کرانے پر مجبور کیا۔ وہ کونسا انحراف فکری ہے جس نے ہمیشہ مکرم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ساری زندگی اسلام پر بڑی

دعوة للتفكير بمنطق الاضافة لا الحذف

مأساة عالم مسلم
تجاهلته أمته لانه «احمدي»!

فهمي هويدي

مأساة هذا الرجل ـ البروفيسور محمد عبد السلام ـ تكمن في أمرين، أولهما انه عالم في الفيزياء، وليس مطربا أو لاعب كرة قدم، وثانيهما انه اعتبر نفسه مسلما لكنه نشأ في أسرة تنتمي الى الطائفة «الاحمدية» المطعون في سلامة اعتقادها الديني، ولانه كذلك، فقد رحل عن هذه الدنيا دون أن يذكره أحد أو يأسى عليه أحد، حتى لا أكاد أذكر صحيفة عربية تحدثت عنه بعد وفاته، باستثناء إحدى الصحف العربية الصادرة في لندن، رغم ان رحيله أحدث صدمة في الأوساط العلمية العالمية، التي عرفت قدره وتابعت انجازاته وبحوثه التي أهلته للحصول على جائزة نوبل، حتى كان أول عالم مسلم حصل على هذه الجائزة في العلوم، وأرجو الا يكون الاخير!

سعوی عرب کے ہفتہ وار رسالہ "المجلہ" کا ایک عکس

سختی سے کاربند رکھا۔ وہ کونسا فاسد اور خراب عقیدہ ہے جس نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو قرآن کریم کے عظیم الشان معجزہ ہونے پر ایمان لانے اوراس کا ذکر اپنے مقالات میں کرنے پر مجبور کیا۔ حیرت ہوتی ہے ان دانشوروں پر جو یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم ایک پکے اور باعمل مسلمان تھے لیکن جماعت احمدیہ کو ایک منحرف اور دائرہ اسلام سے خارج جماعت تصور کرتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اسلام پر کاربند ہونا، قرآنی تعلیم سے وابستگی اور اسلام کے لئے غیرت یہ سب کچھ جماعت احمدیہ سے ہی تو انہوں نے سیکھا ہے۔

قبل ازیں جناب عبدالحمید الکاتب بھی ایسی ہی بات حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے بارہ میں کر چکے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

"فقد كان مسلما متدينا و كان يؤدي الصلاة في وقتها في قاعة صغيرة عند مدخل مبنى الأمم المتحده ...... و هو قادياني المذهب و لكنني اعتقد انه كان يدين بالاسلام على وجه صحيح سليم"۔

(العربی جون ۱۹۸۳ء، الکویت صفحہ ۳۶)

کہ آپ ایک دیندار مسلمان تھے اور نماز اپنے وقت پر ادا کرتے تھے، اقوام متحدہ کی عمارت کے گیٹ کے قریب ایک چھوٹے سے ہال میں۔ کہتے ہیں کہ وہ قادیانی المذہب تھے لیکن میرے نزدیک وہ صحیح اسلام پر قائم تھے۔

جناب فہمی ہویدی صاحب لکھتے ہیں : مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا نمونہ ہمارے سامنے ایک سوال رکھتا ہے کہ ایسے شخص کے بارہ میں ہمارا موقف کیا ہونا چاہئے جو اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہے، اس کے فرائض پر سختی سے کاربند ہے، لیکن اس کے عقائد میں کچھ خلل بھی ہے، چھوٹا ہو یا بڑا؟ کیا ہم ایسے شخص کو قبول کرلیں اور اگر کریں تو کن شرائط کے ساتھ۔ یا پھر اسے رد کردیں اور مسلمانوں کی صف سے نکال کر باہر پھینکیں!؟

مجھے معلوم ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جسے اس سوال سے سرے سے کوئی سروکار نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ایسے لوگوں کو اپنے حلقہ سے باہر نکال پھینکنے اور انہیں فاسق و کافر ٹھہرانے میں ذرا بھی تردد نہیں کرتے اور ایسے لوگ قطع و برید اور اخراج و بائیکاٹ کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور لوگوں کے عقائد کا تعاقب کرنے اور انہیں دائرہ اسلام سے باہر نکال پھینکنے میں سپیشلسٹ ہیں اور باوجود اس کے کہ ایسے لوگوں کو دینی غیرت ایسا کرنے پر اکساتی ہے اور ان کے اخلاص اور نیت میں ہم شک نہیں کرسکتے، ہمیں اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اس لئے کہ خارج از اسلام قرار دینے میں جلد بازی کا عمل ممکن ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی صف کو کمزور کرنے پر منتج ہو اور عین ممکن ہے کہ ایسے لوگ مخالف فوج کے ساتھ جا ملیں اور اس طرح ہم دوہرا نقصان اٹھانے والے ہوں کیونکہ ان کو نکال کر اپنی تعداد کم کر رہے ہونگے اور دشمن کی تعداد بڑھا رہے ہونگے۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات ہم بعض لوگوں کے متعلق ایک ایسی غلطی کی بنا پر کوئی فیصلہ کردیتے ہیں جو انہوں نے کی نہیں ہوتی اور اگر ہمیں ایسے لوگوں میں کوئی انحراف یا فساد نظر آتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں بچپن سے یہی بتایا گیا ہے کہ یہی اسلام ہے اور انہی افکار پر انہوں نے تربیت پائی۔

جو لوگ ایسے اشخاص کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں مجھے ان کے بارہ میں بہت زیادہ شک ہے کہ کبھی انہوں نے ایسے اشخاص کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی ہو یا انہیں حکمت اور موعظہ حسنہ سے صحیح اسلام پر مطلع کرنے کی کوشش کی ہو۔ اس لئے میری تمنا ہے کہ ہم اپنی سوچ کا رخ بدلیں اور بجائے قطع و حذف کے، اتحاد و انضمام کی کوشش کریں۔ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ آخر کار نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔

واقعی میری آرزو ہے کہ ہمیں مخالف الاعتقاد لوگوں کو ان کے عقائد کے باوجود قبول کرنے اور ان کے عقائد میں موجود خرابی سے متنبہ رہتے ہوئے، ان کے اپنے مخالفانہ افکار پر قائم رہتے ہوئے ان کے ساتھ میل جول رکھنے کے بارہ میں سوچنا چاہئے۔ بہر حال کچھ بھی ہو ہمیں ہرگز ایسے شخص کو کافر ٹھہرانے کا حق نہیں پہنچتا جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے خصوصاً جبکہ اس کی تکفیر میں ہمارا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔

اس لئے مجھے اس دن کے طلوع کا انتظار ہے جب ہم اس شخص کو قبول کرنے اور اس کا احترام کرنے پر متفق ہو جائیں جو اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہے اور اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتا ہے اور جب ہم اس کے ساتھ امت اسلامیہ کے ایک فرد کی حیثیت سے معاملہ کریں تا آں کہ وہ اس کا برعکس ثابت کرے۔

کیوں ہم مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جیسوں کی contribution سے استفادہ کے لئے اپنے سینے نہیں کھولتے اور اس contribution کو امت اسلامیہ کے مفاد میں استعمال نہیں کرتے اور عقائد کا مسئلہ خدا پر چھوڑ دیتے جس پر وہ قیامت کے روز ان سے محاسبہ کرے گا۔

....

اس مضمون کی اشاعت کے دو ہفتے بعد جناب ہویدی صاحب موصوف نے اسی مضمون کو آگے چلاتے ہوئے رسالہ "المجلہ" کے شمارہ نمبر ۸۸۵ میں اس عنوان پر مضمون لکھا ہے کہ **"ہم نے بہت لڑ جھگڑ لیا ہے اور خوب ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے لیا ہے اب ہمیں اس رجحان سے ہٹ کر اتحاد و انضمام کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔** چنانچہ موصوف لکھتے ہیں :

گزشتہ مقالہ کے شائع ہونے کے بعد کئی ایک خطوط اور ردعمل موصول ہونے پر میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ مضمون مزید تفصیل طلب ہے۔ چنانچہ ایک بار پھر اتحاد و انضمام کی طرف دعوت کے ساتھ حاضر ہوں۔ تفصیل میں جانے سے قبل مختصراً بتاتا چلوں کہ گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں نے ایک دوسرے کو چھوٹے چھوٹے اور معمولی اختلافات کی بنا پر خوب دائرہ اسلام سے باہر نکالا ہے اور وقت حاضر میں ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ صموئیل ہنٹگون نے تمام دنیا کو اسلامی تہذیب کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہونے کی دعوت دی ہے اور ایسے حالات میں ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اسلامی صف کو متحد کیا جائے اور امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کی فکر کی جائے۔

فہمی ہویدی صاحب اس مضمون کا سبب یا محرک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نظریہ کو پیش کرنے کا باعث اور مناسبت فزکس کے، مخلص پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات بنی جو کہ نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے مسلمان تھے لیکن آپ کی زندگی میں تو آپ کی قدر شناسی کجا وفات پر بھی اسلامی دنیا کے اکثر ممالک نے آپ کو نظر انداز کیا، محض اس وجہ سے کہ آپ احمدی تھے۔

اس نظریہ کو پیش کرنے پر اس موقع نے میری حوصلہ افزائی کی جبکہ اس نظریہ کو میں قبل ازیں محض مخصوص احباب کے سامنے رکھ چکا تھا اور عوام کے سامنے پیش کرنے سے اسلئے متردد تھا کہ بہت سے لوگ اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکیں گے اور خواہ مخواہ اشتعال میں آئیں گے۔ چنانچہ پہلے مقالہ کے چھپنے پر مجھے جو خطوط اور تبصرے موصول ہوئے ہیں ان سے یہ بات خوب واضح ہوئی کہ بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور بعض نے تو فتویٰ صادر کرنے میں جلد بازی سے کام لیا اور سمجھ بیٹھے کہ گویا میں ان لوگوں کے ساتھ موافقت کی دعوت دے رہا ہوں جن کے عقائد مشکوک ہیں اور اسی طرح ایسے لوگوں کے ساتھ باقی اہل سنت فرقوں کا معاملہ کرنے اور تعلقات استوار کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔

" ہمیں تکفیر بازی میں جلدی کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے " کے عنوان کے تحت جناب ہویدی صاحب لکھتے ہیں کہ اپنے خیالات جن کی طرف میں دعوت دے رہا ہوں کی وضاحت کیلئے میں عرض کرونگا کہ مندرجہ ذیل امور کا التزام ضروری ہے ورنہ بحث بے سود رہے گی۔

☆ ہم جبکہ آزادی عقائد کی حفاظت پر بڑا زور دیتے ہیں، ہم پر واجب ہے کہ دوسروں کو کافر ٹھہرانے میں جلدی کرنے میں احتیاط سے کام لیں تا آنکہ متعلقہ شخص خود اپنے کفر کا بالوضاحت اعلان نہ کرے۔ اے کاش کہ ہم اس اثر پر عمل کرنے والے ہوں کہ اگر کسی شخص میں ۹۹ باتیں کفر کی نظر آئیں اور ایک بات ایمان کی تو ہمیں اس کے متعلق مومن ہونے کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

☆☆ دوسری بات یہ کہ ہمیں فرقہ ناجیہ والی حدیث کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے کیونکہ اس سے یہ مراد نہیں کہ صرف ایک فرقہ ہی جنتی ہے اور باقی سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تمام اہل قبلہ ہی باوجود اختلافات کے ناجی ہیں کیونکہ کسی فرقہ کا یہ دعویٰ کرنا کہ صرف اس کا اسلام درست ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہیں ان سب کا ایمان مشکوک ہے اور باقی سب منحرف ہیں اور اس کا حق ہے کہ ان کے خلاف فتنہ بھڑکاتا پھرے، یہ جائز نہیں ہے۔ بلکہ عقائد کی درستگی صرف ایک فرقہ پر موقوف نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کا نظریہ اور طرز فکر مختلف ہے اور اس طرح ایک وقت میں ایک سے زیادہ فرقے درست ہو سکتے ہیں اور یہی اہل سنت کا مسلک ہے کہ مذاہب اربعہ یعنی حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی سارے اپنی جگہ درست ہیں اور ان کا آپس کا اختلاف کسی کی اہمیت اور قدر کو مجروح نہیں کرتا۔

جناب فہمی ہویدی صاحب نے مسلمانوں کو اتحاد کی طرف تو بلایا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان کے باہمی شدید اختلافات کا فیصلہ کیسے ہوگا۔ بنیادی نوعیت کے شدید اختلافات کو قائم رکھتے ہوئے مصنوعی اتحاد تو ہو سکتا ہے مگر حقیقی اتحاد ممکن نہیں۔ پھر اتحاد ایک امام کا تقاضا کرتا ہے لیکن کوئی ایک لیڈر شپ مسلمانوں کو حاصل نہیں ۔ فرقہ ناجیہ کے متعلق ان کی تشریح بھی محل نظر ہے ۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے امت کے اختلافات کو ختم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پرونے کے لئے ایک اماماً مھدیاً حکماً عدلاً کے ظہور کی خبر دی تھی اور اس سے وابستہ جماعت کو فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا ہے ۔ کاش کہ یہ اہل علم اس حقیقت کو دیکھیں اور جرأت سے سچائی کو قبول کرنے کی توفیق پائیں۔

جناب فہمی ہویدی صاحب اپنے اتحاد کی دعوت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

☆☆☆ تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم ہر فرقہ کے اچھے پہلوؤں کو اجاگر کریں اور ہر فرقہ کی اچھی باتوں کو اکٹھا کر کے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں استعمال کریں اور ہمیں ہمیشہ منفی باتوں پر ہی نظر نہیں جمائے رکھنی چاہئے بلکہ اچھے پہلوؤں کو تلاش کرنا چاہئے اور یہی وہ اجتماع و اتحاد کا نظریہ ہے جس کی طرف میں دعوت دے رہا ہوں۔

☆☆☆☆ دوسرے فرقوں کے ساتھ تعاون سے یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کے عقائد کو درست تسلیم کرلیں (خصوصاً وہ جن سے ہمارا اصولی اختلاف ہے) اور ان کے افکار و خیالات کو قبول کرلیں بلکہ ہمیں اپنے اختلافات ختم کرنے کی شدید ضرورت ہے یا اختلافات کی بحث کو ایک طرف رکھ کر سب کو مل کر اسلام اور امت اسلامیہ کے مفاد کے لئے کام کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆ پانچویں اور آخری بات یہ کہ ہمیں ہرگز ایسے شخص کو رد نہیں کرنا چاہئے جو کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ اور ہمیں اس سے بطور مسلمان ہی Dealing کرنی چاہئے تا آنکہ وہ اس کے برعکس ثابت کرے۔

شاید ہویدی صاحب کو علم نہیں کہ ایک عظیم اسلامی ملک پاکستان میں کلمہ پڑھنے ، کلمہ کا بیج سینے پر آویزاں کرنے ، اذان دینے، نماز پڑھنے ، السلام علیکم کہنے اور اسی طرح کے دوسرے اسلامی شعار اپنانے پر اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر سینکڑوں احمدی مسلمان جیلوں میں ڈالے گئے اور جناب فہمی ہویدی صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ یہ سب کچھ پاکستان کے آرڈیننس کا حصہ ہے کہ احمدی اگر کسی طرح سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو اس کی سزا تین سال قید سخت اور بھاری جرمانہ ہے۔

پھر ہویدی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضرت ابو موسیٰ اشعری پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے زمانہ کے فرقوں کی آراء و افکار کا مطالعہ کر کے اس مسئلہ پر بحث کی اور انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اصل قبلہ ہے اور ہر شخص جو کلمہ گو ہے اور قبلہ رخ ہو کر یعنی مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور کسی کو اسے ملت اسلامیہ سے نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

علمائے کلام نے اس تعریف پر تنقید کرتے ہوئے سات اور مسائل کو پیش کیا جن کا اقرار اسلام کی طرف منسوب ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہ سات مسائل الٰہیات، ارسالات اور سمعیات پر منقسم ہیں۔

چنانچہ الٰہیات میں خدا تعالیٰ کی توحید اور خالقیت اور رزاقیت پر ایمان ہے اور رسالت میں آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے اور تمام دنیا کی طرف مبعوث ہونے پر ایمان ہے اور یہ کہ قرآن حق ہے اور سمعیات میں یوم حشر اور جنت و دوزخ اور غیر مرئی مخلوق یعنی فرشتوں اور جنوں پر ایمان شامل ہے۔

قبلہ رخ ہونے اور مندرجہ بالا سات امور کے علاوہ ایک اور رائے بھی ہے جو اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اشخاص کے حلقہ کو وسیع کرتی ہے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان گردانتی ہے اور اس رائے کی طرف میرا بھی میلان ہے۔ اور اس رائے کو پیش کرنے والے اصحاب اس مشہور واقعہ سے سند پکڑتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے ایک جنگ میں ایک صحابی (حضرت اسامہؓ) کے ایک کافر کو خطرہ کی حالت میں کلمہ پڑھ لینے کے باوجود قتل کر ڈالنے پر بار بار سرزنش کی اور فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ چنانچہ حضور کی سرزنش بتاتی ہے کہ کسی شخص کا صرف کلمہ پڑھ لینا ہی اس کے اسلام کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے اور کسی کا بھی کلمہ پڑھ لینا اس کے خون کو حرام کرتا ہے اگرچہ بظاہر اس کے ایمان میں منافقت کا شک ہی کیوں نہ ہو۔

جس بات کی طرف میں خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عقائد کا پہلو اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود اہل سنت مسلمانوں کو دوسرے فرقوں سے ملانے والا ایک واحد پہلو نہیں ہے بلکہ دو اور باتیں بھی ہیں دو اور معیار ہیں جن کی طرف توجہ دینی ضروری ہے۔

☆ پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ، جو ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور جبکہ تبلیغ دراصل غیر مسلمانوں کو کی جاتی ہے تو ایسے لوگ جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن ان کے عقائد میں خرابی کا عنصر شامل ہو گیا اور انہیں صحیح اسلامی تعلیم پر اطلاع پانے کا موقعہ نہیں ملا اور جن عقائد کو انہوں نے بچپن میں سیکھا انہیں بتایا گیا کہ یہی اسلام ہے ایسے لوگ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے رابطہ کر کے انہیں صحیح اسلامی تعلیم سے روشناس کرایا جائے لیکن یاد رہے کہ ہمارا کام صرف انہیں تبلیغ کرنا ہے اور صحیح پیغام پہنچانا ہے اور اس کے بعد ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرنا ہے۔ انہیں ان کے افکار و عقائد سے الگ کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ اگر ہم عیب تراشی اور طعن زنی سے بچتے ہوئے یہ طریق اپنائیں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اچھے نتائج حاصل ہونگے۔

Watch Huzur everyday on Intelsat

Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are available
Zee TV Authorised Agent

MTV Muslim TV AHMADIYYA

>SUPER OFFER<

ZEE TV — SKY

Wanted: if you are interested to work with us just call or fax
Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت امت اسلامیہ ہر طرف سے نشانہ بنی ہوئی ہے اور دشمن اس کی دولت و ثروت ہتھیانے کی فکر میں ہے، دریں صورت ہم پر لازم ہے کہ ہم آپس کے فرقوں کے فروعی اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے تمام افراد امت کی ہر قسم کی Contribution سے فائدہ اٹھائیں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے استعمال کریں۔ اور یہی وہ اتحاد و انضمام کی سوچ ہے جس کی طرف میں بلا رہا ہوں اور اس میدان میں کسی کو عقائد کے اختلافات کی بنا پر مستثنیٰ کرنا امت کی بیداری کے پروگرام کے حق میں بہت بڑی غلطی ہوگی۔

جبکہ معاملہ امت کی مصلحت اور مستقبل سے متعلق ہے تو اس صورت میں ہر شخص کی Contribution کو دیکھا جائے گا نہ کہ اس کے کفر و اسلام کی طرف۔ چنانچہ حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کے دوران آپ کو غار ثور تک پہنچانے والا Guide عبداللہ بن اریقط ایک مشرک تھا کیونکہ اس مہم کو سرانجام دینے کے لئے اس وقت وہ بہترین شخص تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے شرک کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

اور ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک فاجر شخص کے ہاتھوں اس دین کی تائید فرمائے گا حالانکہ فجور ایک مردود چیز ہے اور اس کا دوسرا نام انحراف ہے لیکن اگر یہ فاجر طاقتور ہے تو اس کی طاقت اور قوت سے جنگ میں مسلمانوں کو مدد ملے گی۔ اس لئے امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب السیاسة الشرعیة میں لکھا ہے کہ جب کسی ریاست کی امارت کے لئے دو شخص ہوں جن میں سے ایک زیادہ امانت دار اور دیندار ہو اور دوسرا طاقتور ہو تو زیادہ نفع رساں شخص کو مقدم کیا جائے گا۔ اسی طرح جنگ میں طاقتور اور دلیر شخص کو امیر بنایا جائے گا اگرچہ وہ فاجر ہی ہو اس کے مقابل پر جو تقویٰ شعار ہے لیکن کمزور اور بے بس انسان ہے۔ چنانچہ جب حضرت امام احمد بن حنبل سے دو ایسے شخصوں کے بارہ میں پوچھا گیا جن میں سے ایک بہادر اور فاجر ہو اور دوسرا راستباز اور کمزور ہو تو ان میں سے جنگ میں کس کو سپہ سالار بنایا جائے تو آپ نے فرمایا کہ بہادر اور فاجر شخص کی بہادری کا فائدہ مسلمان لشکر کو پہنچے گا اور اس کے فجور کا وبال اس پر پڑے گا جبکہ نیک اور تقوی شعار شخص کی نیکی تو اس کے کام آئے گی لیکن اس کی کمزوری کا نقصان مسلمان لشکر کو پہنچے گا اس لئے قوی اور بہادر شخص کو امیر جنگ بنایا جائے گا۔

میں کسی فجور یا کفر کا فی ذاتہ کوئی دفاع نہیں کر رہا کیونکہ دونوں ہی فاسد ہیں بلکہ گزشتہ صدیوں میں اسلامی عقل کا قائم کردہ ایک موازنہ پیش کر رہا ہوں جس نے ایسی خرابیوں کو برداشت کیا اور امت اسلامیہ کے عظیم مصالح کی راہ میں ان سے صرف نظر کیا۔

عملی میدان میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیاد اسی اصل پر قائم ہوئی۔ چنانچہ جب ہم اس عظیم تہذیب کا بڑے فخر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تو ہرگز ابن سینا اور فارابی اور کندی کے عقائد کی بحث نہیں اٹھاتے، جن کے ایمان پر بعض علماء نے تنقید کی ہے اور بعض نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج بھی قرار دیا ہے لیکن ہم ان کی Contribution پر فخر کرتے ہیں جو انہوں نے اس تمدن کی تعمیر میں پیش کیں اور ان کے ایمان اور عقائد کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ ان عظیم سپوتوں کے ساتھ ساتھ کچھ یہود و نصاریٰ کی Contribution بھی تھیں جو کسی عقائد سے متاثر نہیں ہوئیں۔ ہم بالکل یہی چاہتے ہیں کہ دوسروں کی Contribution سے استفادہ کے لئے اپنے بازو پھیلائیں اور ہر قسم کے عقائد کے مسئلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اس Contribution سے فائدہ اٹھائیں اور ایمان یا عقائد کو اس استفادہ کے درمیان حائل نہ ہونے دیں اور جب ہم اس اخراج و مقاطعہ کی منطق سے خالی ہو کر ہر فرقہ کی اچھائیوں کو جمع کرنے کی طرف توجہ کریں گے اور ہمارا بنیادی مقصد امت کی بیداری ہوگا اور یہ سب کچھ اگر ہم نے اخلاص اور دیانت داری سے کیا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بے شمار فوائد حاصل ہونگے اور ہم اپنی امت کے خوابوں کو پورا کرنے والے ہونگے اور اس کو اس غم و حزن کی حالت سے باہر نکالنے میں کامیاب ہونگے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ بات آسان نہیں ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں پرخار راستوں اور بارودی سرنگوں پر سے گزرنا ہوگا۔ خصوصاً اس حال میں کہ ہم میں سے بہت سے حضرات لوگوں کو آخرت کا حساب اسی دنیا میں چکانے پر مصر ہیں اور زمین کی آبادکاری اور امت کی بیداری کی کوئی پرواہ کئے بغیر خوارج کی ڈگر پر چل رہے ہیں جنہوں نے ایک مخالف مسلمان کے خلاف ایک مشرک کو پناہ دی اور مسلمان کو قتل کیا۔ اس کے باوجود اگر ہم اس دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اپنی امت کی بیداری چاہتے ہیں اس دنیا میں جو تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور دن بدن ہماری امت کے محاصرہ اور اس کے خلاف صف آرائی کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں تو ہمارے پاس صرف ایک ہی اختیار ہے کہ یا تو اس اخراج اور مقاطعہ کے عمل سے باز آ کر اتحاد اور انضمام کی سکیم شروع کریں اور یا اس عظیم طوفان کو قبول کر لیں۔

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

مستقبل بینوں کی کچھ باتیں

انسان کو بالطبع مستقبل کے متعلق تجسس ہوتا ہے۔ بعض لوگ بالخصوص مستقبل کے بارہ میں سوچتے اور اندازے لگاتے رہتے ہیں۔ ایک ایسے ہی مستقبل بین Mr.Arthur C. Clark (Futurist) نے ۱۹۶۸ء میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ اندازے درج تھے کہ ۲۰۰۱ء کیسا ہوگا۔ لیکن لگتا ہے وہ اندازے پورے نہیں ہو سکیں گے مثلاً یہ کہ ۲۰۰۱ء میں خلاباز مشتری پر (Jupiter) پر پہنچ جائیں گے۔ مریخ پر آنا جانا شروع ہو جائے گا۔ کمپیوٹر کارکنوں کو فارغ کر دیں گے اور فیکٹریاں بغیر کارکنوں کے چلا کریں گی۔ دفتروں کا کام بھی کمپیوٹر سنبھال لیں گے اور کاغذ کی فائلوں کا رواج ختم ہو جائے گا۔ نیز دنیا کی منڈیاں بغیر کیش کے چلیں گی اور نقدی کا کام مختلف کارڈ سنبھال لیں گے۔ اگرچہ ہو بہو تو ایسا نہیں ہوا جیسا کو مسٹر کلارک نے کہا تھا لیکن ان سب امور کی طرف سفر کا آغاز ہو چکا ہے۔

ایسا ہی امریکہ کی ایک کمپنی AT&T نے دس سال قبل یہ پیشگوئی کی تھی کہ ۱۹۹۷ء میں ہم سب ویڈیو فون پر بات چیت کر سکیں گے جہاں آواز کے ساتھ تصویر بھی دیکھیں گے۔ جنرل الیکٹرک نے کہا تھا کہ ہم موجودہ سال تک لیزر شعاعوں کے ذریعہ گھر کے کوڑے کرکٹ کو ختم (Vaporise) کر دیا کریں گے۔ اسی طرح والٹ ڈزنی (Walt Disney Co) کا خیال تھا کہ ہم دفتر جانے کے لئے ایک پہیئے والی گاڑی (Monorail) استعمال کیا کریں گے۔

آج سے ۴۰ سال قبل امریکہ میں ڈزنی کے مقام پر Imagineers کے نام سے ایک خاصی مہنگی نمائش لگی تھی جس میں انہوں نے ایک "مستقبل کا گھر" تعمیر کیا تھا۔ ان کی پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہو سکیں۔ ان کا تصوراتی گھر ایسا تھا جس میں ایک بٹن دبانے سے گھریلو آلات (Appli-ances) دیوار سے باہر نکل آتی تھیں۔ فرنیچر گھر میں گویا تیرتا پھرتا تھا۔ بچے ہاتھ منہ دھوتے وقت Sink کو بٹن دبا کر نیچا کر سکتے تھے۔ مختلف کمروں میں ایسے ٹی وی کی قسم کے آلات لگے تھے (Telescreen Intercom) جن میں ہر کمرے کا مکین دوسرے کمرے والوں کو دیکھے اور سنے۔ دیوار کے سائز کے ٹی وی، الٹراسانک ڈش واشر۔ پھر آب و ہوا تبدیل کرنے کا سامان اور ہر چیز پلاسٹک سے بنی ہوئی۔

۱۹۶۴ء میں نیویارک میں General Motors Futurama کے نام سے نمائش لگی تھی جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ قطب جنوبی، سطح سمندر میں اور صحراؤں میں بستیاں تعمیر کریں گے۔ لیکن یہ خواب بھی ابھی تک پورا نہیں ہو سکا۔

اب برٹش کام نے Technology Calender جاری کیا ہے جس میں مستقبل کی ایجادوں کا ذکر ہے۔ وہ کہتے ہیں آئندہ سال تک ایک ایسا چھوٹا سا وائرلیس (ریڈیو) ایجاد ہو جائے گا جو پیغام وصول بھی کرے گا اور بھیجے گا بھی اور اس کا سائز بازو پر باندھنے والی گھڑی (Wrist watch) کے برابر ہوگا۔ یہ چھوٹا سا بازو پر بندھا ہوا کمپیوٹر ہوگا۔ آپ نے جس شخصیت سے بات کرنی ہے اس کا صرف نام اسے بتا دیں اور وہ اس کا فون نمبر ڈائل کر دے گا۔ نیز وہ کہتے ہیں ۳۳ سال میں ایک ایسا کمپیوٹر ایجاد ہو جائے گا جو براہ راست آپ کے دماغ کے ساتھ لگا ہوگا اور آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کوئی سوال سوچیں اور یہ سوچنے کی لہریں یا انرجی کو پڑھ کر آپ کو سوال کا جواب بتا دے گا۔ آپ صرف سوال سوچیں اور جواب وہ دے گا۔ چلئے امتحانوں کا جھنجھٹ بھی ختم ہوا۔ کورس کی کیسٹ اس میں ڈال دیں اور جس سوال کا چاہیں جواب حاصل کر لیں گویا ہی بات ہے ~

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پہلی پیشگوئیاں تو پوری نہیں ہوئیں ان کا حال خدا جانے۔ (ماخوذ از ہیرلڈ ۹۷-۴-۳۰، ۹۷-۵-۱)

+☆......☆......☆+

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸ر ستمبر بروز جمعرات بعد از نماز ظہر و عصر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی:

۱- مکرمہ گل بی بی صاحبہ زوجہ مکرم داؤد جان صاحب شہید کابل - ربوہ-

۲- مکرم فضل الٰہی صاحب درویش قادیان-

۳- مکرم میاں عبدالرزاق صاحب ولد میاں عبدالرحمٰن صاحب امریکہ-

۴- مکرم ملک عبدالحفیظ خاں صاحب امریکہ-

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے-

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ اہم مضامین کا خلاصہ بھی تیار کر کے ارسال کیا کریں- یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بعض مضامین دلچسپ ہونے کے باوجود اسلئے اس کالم کی زینت نہیں بنائے جاسکتے کیونکہ "الفضل ڈائجسٹ" کے ہی کسی گذشتہ کالم میں کسی دوسرے رسالے کے حوالے سے ان کا تذکرہ ہو چکا ہوتا ہے-

امرائے کرام اور متعلقہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ اپنے رسائل مسجد فضل لندن یا حسبِ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,
6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

-......☆......☆......☆......-

تاریخ احمدیت غانا کا پہلا صفحہ

قریباً ۱۸۷۰ء میں غانا کے ایک میتھوڈیسٹ پریسٹ بنجامین سام نے ایک شخص ابو بکر بن صدیق کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا اور قبولِ اسلام کے بعد وہ بن یامین کہلانے لگے- جلد ہی انہوں نے اپنے ایک قریبی دوست کو بھی مسلمان بنالیا جس کا اسلامی نام مہدی رکھا گیا- بن یامین نے اپنے علاقہ میں اسلام کے فروغ کیلئے بڑی محنت کی اور جلد ہی ایک بہت بڑی تعداد ان کے پیروکاروں میں شامل ہو گئی- یہ پیروکار پہلے پہل تو اپنے چیف بن یامین کے گھر پر ہی نمازیں ادا کرتے اور دیگر دینی امور میں راہنمائی حاصل کرتے تھے- لیکن جلد ہی انہوں نے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا حاصل کرلیا تاکہ وہ آزادی سے اپنے چیف کے ساتھ اجتماعی عبادات بجا لاسکیں- چنانچہ اس اراضی پر ایک نئے قصبے Kuro-Fofor کی بنیاد ڈالی گئی- یہ قصبہ اب بھی Ekrawfo کے نام سے آباد ہے- ۱۹۱۵ء میں بن یامین کی وفات کے بعد ان کے معتمد ساتھی مہدی اپاہ نے اس گروپ کی قیادت سنبھال لی- جنگ عظیم اول کے بعد چیف مہدی اپاہ کے ایک پیروکار یوسف نے خواب میں سفید رنگ کے بعض لوگوں کو اسلامی رنگ میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا- جب یوسف نے اپنی خواب اپنے بزرگوں اور دوسرے لوگوں کو سنائی تو انہوں نے ایسے لوگوں کا پتہ چلانے کی کوشش کی جنہیں یوسف کی خواب میں اسلامی عبادات بجالاتے ہوئے دکھایا گیا تھا- یوسف کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ اس قسم کے لوگ ہندوستان میں بھی رہتے ہیں- چنانچہ یوسف اور اس کے دوستوں نے ہندوستان میں رہنے والے بعض مذہبی لوگوں کے ساتھ خط وکتابت شروع کی- اس خط وکتابت کے نتیجہ میں ہندوستان کے ایک مذہبی اسلامی گروپ کی طرف سے چیف مہدی اپاہ کو بتایا گیا کہ اگر کرایہ کیلئے تین سو پاؤنڈ سٹرلنگ کا انتظام کردیا جائے تو انہیں دینی تعلیم دینے کیلئے ہندوستان سے ایک مبلغ بھجوایا جاسکتا ہے- تین سو پاؤنڈ کی رقم ان دنوں میں معمولی رقم نہیں تھی چنانچہ چیف مہدی اپاہ اور ان کے مریدوں نے اپنی زمینیں اور قیمتی اشیاء گروی رکھ کر یہ رقم جمع کر کے ہندوستان بھیجی- اور پھر ایک لمبے انتظار کے بعد افریقہ کے لئے پہلے مبلغ احمدیت حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ ۱۹۲۱ء میں سالٹ پانڈ کے ساحل پر اترے تو چیف مہدی اپاہ کی جانب سے بھجوائے ہوئے مقامی لوگ بھی آپؓ کے استقبال کے لئے وہاں پہنچے- اس طرح غانا میں پہلے احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا- چیف مہدی اپاہ نے مترجم کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنے ایک کزن بن یامین عیسیٰ کیلسون کو مقرر کیا جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا- گویا بن یامین عیسیٰ صاحب غانا میں احمدیہ مشن کے پہلے سیکرٹری تھے- آپ بعد ازاں جماعت احمدیہ غانا کے پہلے صدر بھی مقرر ہوئے اور نومبر ۱۹۶۰ء میں اپنی وفات تک اس عہدہ پر فائز رہے-

حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ سب سے پہلے چیف مہدی اپاہ اور انکے پیروکاروں کو تبلیغ کرکے مسیح موعودؑ کی غلامی میں لائے- چیف مہدی اپاہ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی رہائش کا انتظام اپنے قصبہ کے قریبی بڑے شہر سالٹ پانڈ میں کروایا اور اس طرح سالٹ پانڈ میں غانا کا پہلا باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہوا- کچھ عرصہ بعد حضرت مولوی صاحبؓ کی جگہ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ، حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحبؓ اور حضرت مولوی نذیر احمد مبشر صاحب نے لے لی- اسی طرح غانا کے کئی افراد نے بھی نہایت اخلاص کے ساتھ اپنی خدمات احمدیہ مشن کے سپرد کردیں- ۱۹۲۶ء میں چیف مہدی اپاہ کی وفات ہوئی اور انہیں ان کے دوست بن یامین کے پہلو میں دفن کیا گیا- اس طرح غانا میں احمدیت کا وہ بیج بویا گیا جو آج ایک تناور درخت بن چکا ہے- تاریخ کا یہ ورق جماعت احمدیہ غانا کے ماہنامہ "گائیڈنس" جون ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؓ درد

حضرت ماسٹر قادر بخش صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے ۳۱۳/ اصحاب میں شامل تھے اور ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدسؑ کے مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ہونے والے مباحثہ کے دوران آپؓ بھی موقعہ پر موجود تھے جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں بھی فرمایا ہے-

۱۸۹۲ء میں جب حضور علیہ السلام دوبارہ لدھیانہ تشریف لائے تو حضرت ماسٹر صاحبؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی- قبولِ احمدیت کی پاداش میں آپؓ کے والد صاحب نے آپؓ کو سخت سزائیں دیں اور بعض دفعہ اس قدر مارا جاتا کہ آپؓ بے ہوش ہو جاتے لیکن اس ظلم کو سہتے ہوئے بدستور اپنے والد کی خدمت میں مصروف رہتے- آخر حضورؑ کی دعاؤں سے آپؓ کے والد کی طبیعت میں نرمی پیدا ہونے لگی اور پھر آپؓ کی ہمشیرہ سے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی شادی بھی انجام پائی-

۱۸۹۴ء میں حضرت ماسٹر قادر بخش صاحبؓ کے ہاں لدھیانہ میں پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام رحیم بخش رکھا گیا- بعد میں اللہ تعالیٰ نے مزید تین بیٹیاں اور ایک بیٹا بھی عطا فرمایا- حضرت مصلح موعودؓ نے مذکورہ بیٹے کا نام رحیم بخش سے بدل کر عبدالرحیم کردیا اور "درد" تخلص عطا کیا-

حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم لدھیانہ میں حاصل کی- بچپن میں آپؓ کی صحت کمزور تھی مگر حضرت اقدسؑ کی دعاؤں سے آپؓ تندرست ہوگئے- ۱۹۱۴ء میں آپؓ نے لاہور سے .B.A کا امتحان پاس کیا- لاہور میں آپؓ کا قیام احمدیہ ہاسٹل میں بھی رہا- پھر آپؓ مشن سکول ہوشیارپور میں ملازم ہوگئے- ۱۹۱۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے عربی میں .M.A کیا اور ۱۹۱۹ء میں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہوکر کامیاب قرار پائے- اسی سال آپؓ نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے پیش کردی- پہلے آپؓ اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے جس نے مدرسہ احمدیہ کی ترقی کیلئے سکیم تیار کرنی تھی- ۱۹۲۰ء میں آپؓ کو افسر ڈاک مقرر کیا گیا اور بعد ازاں آپؓ ہی کے دور میں یہ عہدہ پرائیویٹ سیکرٹری کہلایا- ۱۹۲۴ء میں آپؓ کو حضرت مصلح موعودؓ کی معیت میں لندن آنے کی سعادت حاصل ہوئی- ۱۹/ اکتوبر ۲۴ء کو مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شریک معززین سے آپؓ نے مختصر خطاب کیا- نومبر ۲۴ء میں حضورؓ نے ہندوستان واپس تشریف لانے سے پہلے حضرت درد صاحبؓ کو حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحبؓ کی جگہ لندن مشن کا انچارج مقرر فرمایا-

حضرت درد صاحبؓ کے لندن مشن کا انچارج بننے کے بعد رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" قادیان کی بجائے لندن سے شائع ہونے لگا نیز آپؓ کی زیر ادارت ایک ہفت روزہ اخبار "مسلم ٹائمز" بھی شائع ہوتا رہا- آپؓ کے زیر نگرانی ہی مسجد فضل لندن کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح سر عبدالقادر کے ہاتھوں عمل میں آیا- آپؓ ہی مسجد فضل لندن کے پہلے امام مقرر ہوئے- بعض یورپی ممالک کا بھی آپؓ نے تبلیغی دورہ فرمایا اور ۲۲/ اکتوبر ۲۸ء کو جب آپؓ واپس قادیان تشریف لائے تو حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے تین میل باہر جاکر آپؓ کا استقبال فرمایا-

۲۵/ جولائی ۳۱ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دعوت پر مسلمان راہنما شملہ میں اکٹھے ہوئے تاکہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کیلئے جدوجہد کی جائے- اس موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ کو بااصرار آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت پیش کی گئی اور حضرت درد صاحبؓ اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے- حضورؓ کے ارشاد پر حضرت درد صاحبؓ نے متعدد حکام سے ملاقاتیں کیں اور کئی وفود بھی آپؓ کی سربراہی میں بھجوائے گئے- چنانچہ یکم فروری ۳۲ء کو لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں آپؓ کی خدمات کے اعتراف میں قرارداد منظور کی گئی-

۲/ فروری ۱۹۳۳ء کو حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ دوبارہ قادیان سے انگلستان کیلئے روانہ ہوئے- اپنے اس قیام کے دوران آپؓ کا ایک اہم کام حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق قائداعظم محمد علی جناح کو واپس جاکر ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی راہنمائی کرنے کیلئے آمادہ کرنا تھا- ۹/ نومبر ۳۸ء کو حضرت درد صاحبؓ واپس قادیان تشریف لائے اور پھر نظارت تعلیم وتربیت اور نظارت دعوت و تبلیغ آپؓ کے سپرد رہیں- جلسہ خلافت جوبلی کے انعقاد کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی آپؓ اس کے سیکرٹری تھے- ہوشیارپور کے جلسہ میں آپؓ نے پیشگوئی مصلح موعود پڑھ کر سنائی- یہ اعزاز آپؓ کو اس لئے دیا گیا کہ آپؓ کے پھوپھا اور خسر حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب سفر ہوشیارپور میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہمراہ تھے-

۴۷ء میں قادیان سے مسلمانوں کے باحفاظت انخلاء میں حضرت درد صاحبؓ نے دونوں مملکتوں کے حکام سے روابط رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا- قیام پاکستان کے بعد آپ بیک وقت ناظر امور عامہ وخارجہ اور ناظر تعلیم وتربیت کے طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے-

حضرت درد صاحبؓ کی وفات ۷/ دسمبر ۵۵ء کو ہوئی- اگلے روز حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی- حضورؓ نے آپؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا "درد صاحبؓ جب سلسلہ کی خدمت کیلئے آئے تو ان کی عمر زیادہ نہ تھی لیکن اس عمر میں بھی ان کے وقار کا یہ حال تھا کہ ہم انہیں بڑے سے بڑے افسر سے بھی ملنے کیلئے بھیج دیتے تو وہ نہایت کامیابی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کرکے آجاتے تھے"-

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنے ایک مضمون میں فرمایا "درد صاحبؓ کا خاص وصف یہ تھا جس میں مجھے بھی اکثر اوقات ان پر رشک آتا تھا کہ اگر کبھی حضرت صاحب کی طرف سے یا انجمن کی طرف سے ان کی کسی بات پر گرفت ہوتی تھی (اور گرفت سے کون انسان بالا ہے) تو وہ اسے انتہائی صبر اور ضبط کے ساتھ برداشت کرتے تھے اور اپنی بریت کا معاملہ بھی صرف خدا پر چھوڑتے تھے-"

حضرت درد صاحبؓ کی تبلیغی و انتظامی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی تحقیق و تصنیف کا سلسلہ بھی آخر دم تک جاری رہا- آپؓ نے متعدد کتب اردو اور انگریزی میں تحریر فرمائیں- آپؓ شعر بھی کہتے تھے- نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں :

سر میں ہے جوشِ جنوں دل میں ہے نور ایماں
کفر و بدعت کے فنا کرنے کو تیار ہیں ہم
مال کیا چیز ہے اور جاں کی حقیقت کیا ہے
آبرو تجھ پہ فدا کرنے کو تیار ہیں ہم
کروں غمِ ستم کا میں کیا بیاں، نہیں ملتی مجھ کو کہیں اماں
کوئی لے چلے مجھے قادیاں کوئی لے چلے مجھے قادیاں
ہے جہاں میں ایسا وہ گلستاں، نہیں آئی جس پہ کبھی خزاں
ہے مسیح کا بھی وہی مکاں، کوئی لے چلے مجھے قادیاں

آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیویوں سے چھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں عطا کیں- آپؓ کی سیرۃ و سوانح پر ایک تفصیلی مضمون ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ جون ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

عظیم ڈرامہ نگار- ولیم شیکسپیئر

دنیائے ادب انگریزی کے عظیم ڈرامہ نگار ولیم شیکسپیئر سولہویں صدی عیسوی میں ایک متمول سوداگر جان شیکسپیئر کے ہاں سٹراٹ فورڈ میں پیدا ہوئے- ان کی ابتدائی زندگی کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں- ۱۵۵۲ء میں ان کی شادی این ہاتھوے سے ہوئی اور ان کے تین بچے پیدا ہوئے- ۱۵۹۲ء میں وہ لارڈ چیمبر لین کی کمپنی کے ممبر بن گئے جہاں ان کا کام ڈرامے لکھنا تھا- وہ ایک پرگو شاعر تھے اور بڑی سرعت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کام کیا کرتے تھے- ۱۵۹۷ء میں انہوں نے اپنے آبائی قصبے میں ایک اچھا مکان خریدا اور ۱۶۱۰ء میں وہاں رہائش اختیار کرلی- ۱۶۱۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا-

ولیم شیکسپیئر نے ہر قسم کے ڈرامے لکھے یعنی طربیہ، المیہ، تاریخی اور رومانوی- ان کے ڈراموں میں نظمیں بھی شامل ہیں جن میں سے بعض حصے اعلیٰ پیمانہ کی شاعری کے معیار کے مطابق ہیں- شیکسپیئر کی تحریر میں جدتِ خیال نمایاں ہے اور ساتھ ہی عمق، گہرائی اور متانت بھی پڑھنے والے کو مسحور کردیتی ہے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission, 3/10/97 - 9/10/97

Friday 3rd October 1997
30 Jamadi Al Awwal

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog - History of Ahmadiyyat (Part) 15(R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 35 (22.6.94)(Part 2) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class with Huzur(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira: Obaidullah Aleem & Saleem Kauser kay saath aik shaam - Part 2 - Rec 19.4.97
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone -Part 27
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat With French Speaking Friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
18.05 Tilawat, Hadith
18.35 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service: 1)Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland - Dinosaurierfreilicht Museum
20.00 Urdu Class
21.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Mulaqat With French speaking Friends

Saturday 4th October 1997
1 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 'MTA USA Production: Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema - Part 21
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 27
05.00 Mulaqat With French Speaking Friends
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 Urdu Class
11.00 Speech:'Jaalib ko main ne dheka'
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Arabic Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner: Quiz on 'Hayate Tayaba' , Unique Scholars Academy VS Heaven House Public School
19.00 German Service: 1)International Volleyball Turnier 97 2) Der Diskussionskreis (Zukunftsvorstellungen I) 4. Nazam
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 17.2.84 - NasirAbad, Sindh
22.30 Children's Class (R)
23.30 Learning Chinese

Sunday 5th October 1997
2 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner: Quiz, Unique Scholars Academy VS Heaven House Public School
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Canadian Desk - 'Tech Talk'
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
05.00 Children's Class -(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Quiz, Unique Scholars Academy VS Heaven House Public School
07.00 Friday Sermon By Huzoor -
08.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.2.84, NasirAbad, Sindh (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Around The Globe :Highlights of the 4th Educational Rally - Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya. Commentary by Saleem El Deen
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Huzoor's Mulaqat with English speaking friends
16.00 Liqaa Maal Arab
17.00 Albanian Programme - 'Hyrje Ne Islam' - Introduction to Islam - Part 4
18.05 Tilawat ,Hadith
18.35 Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib
19.00 German Service: 1) Physik "Bescheunigung + Krafte" 3) Ein Treff in Koln
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bait Bazi : Sargodha VS Karachi (Final)
21.30 Dars-ul-Quran (No. 16) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque, London
23.30 Learning Chinese

Monday 6th October 1997
3 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner:Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around The Globe:Highlights of the 4th Educational Rally -
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Huzoor's Mulaqat With English Speaking friends(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib
07.00 Dars-ul-Quran (No. 16) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Bait Bazi : Sargodha VS Karachi (Final)
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports :Cricket Match by Majlis Nabina , Rabwah
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service: 1)Begegnungen mit Hazoor IV 2)Mach Mit (Gemuse salat mit American Dressing)
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Norwegian

Tuesday 7th October 1997
4 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Sports:Cricket Match by Majlis Nabina , Rabwah
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters: Interview of Dr Naseer Ahmad Mansoor "Eye Surgeon" by Dr Sultan A Mobasher
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service: 1)Mathematik "Algebra II" 2)Der weg zum Islam - Presen.by Hamburg Region
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

Wednesday 8th October 1997
5 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters:Interview of Dr Naseer Ahmad Mansoor "Eye Surgeon" by Dr Sultan A Mobasher (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
Quiz Programme on the Promised Messiah's book 'Tadhkirah tul Shahadatain'
07.30 Speech
08.30 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
19.00 German Service: Lajna Ijtema 97 "Sport II" 2) IQ 3) Rede uber Hadhrat Masih-e-Maud (Friede und gottessegen sein auf Ihm)
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah : Maccaroni
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Turkish
23.30 Arabic Programme

Thursday 9th October 1997
6 Jamadi Al Thani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Turkish (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00 Sindhi Prog. -Translation of Friday Sermon By Huzoor - 26.1.96
08.00 Quiz Prog: History of Ahmadiyyat - Part 16
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah: Maccaroni
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 36 (13.7.94) - Part 1
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00 German Service: 1)Saher Sidres Show 2) MTA Variete " Krankenhaus IV"
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira - Saleem Shah Jehan Puri kay saath aik shaam
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Dutch

Some Highlights
Programmes With Huzoor

Daily :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Friday :
Friday Sermon
Mulaqat with French & Urdu Speaking Guests
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Dars-ul-Quran

Programmes in Different Languages

Daily	German, Bengali & Indonesian
Sunday	Albanian
Monday	Turkish
Tuesday	Norwegian
Wednesday	French/Swahili
Thursday	Russian / Bosnian

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, October 3, 1997 No. 40

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مورخ احمدیت

شیطان کے ایجنٹ

ماہنامہ الرشد لاہور (جون ۱۹۹۷ء) نے ایک مضمون "شیطان کے ایجنٹ" کے زیر عنوان شائع کیا ہے جس میں بہت سے دلچسپ "انکشافات" کئے گئے ہیں اور شیطان کی ڈائری نویسی کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ فاضل مقالہ نگار صاحب "ارشاد فرماتے" ہیں کہ :۔

ملک تو بن گیا حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق لیکن شیطان نے بھی اپنے چیلے اس پر مسلط کر دئے۔ شیطان نے اپنی نسل اپنی قوم اس پر مسلط کر دی۔ یاد رکھیں شیطان دو طرح کے ہیں۔ شیاطین الانس والجن۔ انسانوں میں بھی شیطان ہیں اور یہ قید نہیں ہوتے جنوں والے قید ہوتے ہیں۔ ہماری یہ تاریخ ہے کہ وطن عزیز کی باگ ڈور ان بے ایمانوں کے ہاتھ میں آئی جو انگریز کے پالے ہوئے اور بنائے ہوئے جاگیر دار تھے جو قوم اور وطن کے غدار تھے اور انگریز کی خدمت جن کا شعار تھا۔ جنہیں میں انگریز کے کتے نہلانے والے کہا کرتا ہوں یہ انگریزوں کے کتے نہلانا فخر سمجھتے تھے اور قوم کو لوٹ کر تاج برطانیہ کو قائم رکھنے کے لئے محنت کرتے تھے ان جاگیر داروں کے ہاتھ میں آئی شیطان نے اپنے نمائندے ساتھ داخل کر دئے۔

انہوں نے محمد علی جناح کو وہ جیسے تھے ان کا حلیہ جیسا تھا لیکن کوئی خوبی اس بندے میں ہو گی کہ اللہ نے اس وطن عزیز کے وجود میں لانے کے لئے اسے سبب بنا دیا اور کوئی خوبی بھی نہ ہو تو اس ملک کے ساتھ خلوص ضرور ہوگا اس بندے کے دل میں کہ اس نے خود حاصل کیا تھا محنت کر کے انہیں۔ انہوں نے فرصت نہ دی، تنگ کیا پریشان کیا اور وہ الفاظ اگر دہرائے جائیں جو ان کے بارے میں کہا کرتے تھے تو بڑے عجیب ہیں۔ آج لوگوں کو بڑے عجیب لگیں گے۔ زیارت پریزیڈنسی میں بیمار تھے، نواب زادہ لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان، شہید ملت، جا کر ملاقات کرنے کے لئے گئے۔ جب وہ اٹھ کر آئے، کرنل الٰہی بخش کی یادداشتوں میں موجود ہے کہ قائد اعظم نے اپنی بہن سے کہا کہ دیکھا اس کو یہ مجھے دیکھنے آیا ہے کہ اس میں کتنی سانسیں باقی ہیں، یہ اپنی عیش کوشی کی فکر میں ہے کہ اس کی آنکھ بند ہو اور ہم عیش کریں۔ کرنل الٰہی بخش جو ڈاکٹر تھے پرسنل محمد علی جناح کے، ان کی یادداشتیں پڑھیئے۔ وہ کیوں بھائی انہیں کیا مصیبت تھی لیاقت علی خان صاحب کو کیا تھا پہلی بات تو یہ ہے کہ لیاقت علی خان بھی نواب زادے تھے اور نواب سارے انگریزوں نے بنائے تھے۔ دوسری مصیبت یہ تھی کہ شیطان نے اپنا نمائندہ ان کے ساتھ لگا دیا، بیگم رعنا لیاقت علی خان ہندو کی لڑکی تھی، کالج میں ان کی دوستی ہوئی اور اس نے مسلمانوں جیسا نام رکھ لیا اور کراچی کی گورنر بھی رہیں اور ساری عمر اس قوم پر مسلط رہیں۔ وہ دراصل شیطان کی نمائندہ تھیں اور ان یادداشتوں میں محمد علی جناح کے الفاظ موجود ہیں۔ وہ اسے بچ (Bitch) کہا کرتے تھے، کتیا۔ کسی کو پسند نہ آئے میری بات تو اسے اختلاف کا حق ہے لیکن جو صداقت ہے اسے کوئی تو کہے۔ کسی کو پسند آئے نہ آئے یہ ہماری تاریخ ہے۔ کسی کی زبان سے تو نکلے، کہیں کسی صفحے پر تو لکھی جائے، کبھی آنے والوں کے ہاتھ تو لگے کہ کسی نے تو سچ بولا تھا۔ لیاقت علی خان صاحب کے بعد خواجہ ناظم الدین آئے۔ بڑے شریف تھے لیکن نواب زادہ خواجہ ناظم الدین نواب فیملی سے تھے ان کی کابینہ میں محمد علی جوگر صاحب نواب زادہ تھے۔ محمد علی بوگرہ نواب آف بوگرہ کا بیٹا خود بھی سی آئی اے سے تنخواہ لیتا تھا اور اس کی بیوی یہودی تھی۔ امریکن اور سی آئی اے کی ایجنٹ بھی تھی۔ پھر دوسری حکومت آ گئی ملک غلام محمد گورنر جنرل بن گئے۔ لاہور کے رہنے والے تھے بڑے بزرگوں کے معتقد تھے اور پیروں کے فوٹو اٹھائے پھرتے تھے۔ بڑے قابل وزیر خزانہ رہے تھے۔ اکاؤنٹ کے ماہر تھے۔ انہوں نے ایک یہودن رکھی ہوئی تھی مس روسی بورل، مرتے دم تک ان کے ساتھ رہی اور مس بھی رہی۔ انہوں نے شادی ہی نہیں کی، بغیر شادی کے رکھی اور شیطانی ایجنٹ حکومت میں وہاں ویٹھارہا جہاں سارے فیصلے ہوتے تھے اور ان کے تقدس کا عالم یہ تھا کہ بیس سال اس ملک پر کم و بیش تیس سال اقتدار میں رہنے کے بعد جب مرے تو کراچی میں تو مسلمانوں نے جلوس نکال دئے"۔ (صفحہ ۸)

غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ

حقوق انسانی کے علمبردار رسالہ "جہد حق" نے مندرجہ بالا عنوان سے دسمبر ۱۹۹۶ء کے شمارہ کے صفحہ ۷ پر حسب ذیل نوٹ سپرد اشاعت کیا ہے جس سے پاکستانی صحافت کے رخ کردار پر تیز روشنی پڑتی ہے۔

"ہمیں لسانی، قبائلی اور فرقہ وارانہ تنازعات کی غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ کا کافی تجربہ ہے۔ جس نے نیوز بلیک آؤٹ کے مقابلہ میں ہمیں کہیں زیادہ نقصان پہنچایا۔

۱۹۵۰ء کی دہائی کے شروع میں پنجاب میں جو قادیانی مخالف ایجی ٹیشن ہوئی وہ کس کو یاد نہیں۔ 'زمیندار'، 'احسان' اور 'مغربی پاکستان' جیسے اخبارات میں اشتعال انگیز تبصروں اور خبروں نے ایک مخصوص اقلیت کیخلاف پروپیگنڈے کرنے والے پلیٹ فارم کو مضبوط اور مستحکم کیا۔ اس اقلیت کیخلاف ابھاری گئی نفرت نے پر تشدد کارروائیوں کا روپ دھار لیا جس نے ملک میں آزادی کے بعد پہلے مارشل لاء کا جواز پیدا کیا۔ مطلق العنان طبقات کو نوزائدہ جمہوریت پر وار کرنے کا سنہری موقع ہاتھ لگ گیا۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں خواجہ ناظم الدین کی وزارت کو جس نے اسمبلی میں بجٹ منظور کروا کر اپنی اکثریت ثابت کر دی تھی توڑ دیا گیا۔ اسکے بعد واقعات کا ایسا سلسلہ شروع ہو گیا جس نے ۱۹۵۸ء میں ملک پر فوجی حکومت کو مسلط کر دیا۔ میڈیا کی غیر ذمہ داری کی دوسری مثال بعض اردو اور سندھی اخبارات کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں سندھ اسمبلی میں سرکاری زبان کے متعلق بل پیش کئے جانے کے بعد فرقہ وارانہ اور لسانی جذبات بھڑکانا تھا۔ بعض اخبارات نے تو اس بل کو متنازعہ قدم قرار دیا اور بعض بہت جذباتی ہو گئے اور مختلف لسانی گروہوں کے مابین تعلقات خراب کرنے میں ایک اہم رول ادا کیا"۔ ☆......☆......☆

جستہ جستہ

عیدی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

۱۹۲۹ء میں میں ایک تبلیغی سفر کے سلسلہ میں مختلف مقامات سے ہوتا ہوا مردان شہر میں جو سرحدی علاقہ ہے پہنچا۔ دوسرے دن عید الاضحیہ کی عید کا مبارک دن تھا۔ مجھے وہاں جانے سے ایک دو دن پہلے عزیز اقبال احمد کی طرف سے خط ملا تھا کہ آپ سفر پر ہیں اور مجھے کالج کی تعلیمی کتب اور فیس وغیرہ کے اخراجات کے لئے اس وقت کم از کم ایک سو روپیہ جلد از جلد ملنا از بس ضروری ہے۔ میرا ورود مردان میں اس موقعہ پر پہلی دفعہ تھا۔ وہاں کی جماعت احمدیہ کے احباب اور افراد سے قبل ازیں میرا چنداں تعارف اور شناسائی نہ تھی کہ کسی دوست سے قرض حاصل ہو سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی خیر الراحمین اور خیر المحسنین اور واہب المواہب ذات پر بھروسہ تھا۔ دوسرے دن احباب کی فرمائش پر میں نے نماز عید پڑھائی۔ جب میں بحالت سجدہ دعا کر رہا تھا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور رقت کا باعث یہ امر ہوا کہ نماز سے پہلے بعض احمدی بچے جو اپنے باپوں کے ساتھ مسجد آئے تھے اپنے اپنے باپ سے عیدی کے لئے کچھ طلب کرتے تھے اور ان کے باپ اپنے بچوں کو بقدر مناسب عیدی دے رہے تھے۔ مجھے بحالت سجدہ دعا کی تحریک انہی بچوں کی عیدی طلب کرنے پر ہوئی۔ اور میں نے اپنے مولیٰ کے حضور عرض کیا کہ میرے مولیٰ آج عید کا دن ہے بچے اپنے اپنے والدین سے عیدی طلب کر رہے ہیں اور میرا بچہ بھی مجھ سے بذریعہ خط ایک سو روپیہ کی ضرورت پیش کر چکا ہے۔ سو میں اپنے بچے کے لئے حضور کی خدمت میں اس رقم مطلوبہ کے متعلق ہاتھ پھیلاتا ہوں کہ میرے بچے کی شدید ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوئی صورت محض اپنے فضل و کرم سے مہیا فرما دے۔ تا اس پریشانی سے مخلصی حاصل ہو۔ نماز عید، کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہونے پر ہم نے مردان اور چارسدہ جانے کے لئے تیاری کی کیونکہ چارسدہ میں جماعت احمدیہ کے ہاں جانا بھی ہمارے پروگرام میں داخل تھا۔ جب ہم مردان سے باہر ٹانگے پر سوار ہونے کے لئے احباب سے رخصت ہوئے تو کئی احباب ہماری مشایعت کے لئے اڈے تک آئے۔ ان میں سے اچانک ایک صاحب جن کو اس وقت میں قطعاً نہ جانتا تھا میرے پاس سے گذرے اور گذرتے ہوئے کوئی چیز میرے کوٹ کی بیرونی جیب میں ڈال دی۔ جب ہم مردان سے سوار ہو کر چارسدہ پہنچے اور میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو مجھے ایک لفافہ ملا جس میں کوئی کاغذ ملفوف تھا۔ جب میں نے لفافہ کو کھولا تو اس میں ایک صد روپیہ کا نوٹ تھا جس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ کہ آپ جب نماز عید پڑھا رہے تھے تو میرے قلب میں زور سے یہ تحریک ہوئی کہ میں سو روپیہ کی رقم آپ کی خدمت میں پیش کروں لیکن اس طریق پر کہ آپ کو یہ پتہ نہ لگ سکے کہ یہ کس نے دی ہے۔ اس لئے میں نے سو روپیہ کا نوٹ آپ کی جیب میں ڈال دیا ہے اور پتہ اور نام نہیں لکھا۔ تا میرا عمل بھی مخلصانہ محض اللہ تعالیٰ کی معطی اور محسن ہستی کی طرف سے ہی محسوس ہو۔

یہ وہی عیدی تھی جو بحالت سجدہ نماز عید میں میں نے اپنے بچے کیلئے اپنے محسن مولیٰ سے مانگی تھی۔ اور جو حضرت خیر الراحمین اور خیر المحسنین مولیٰ کریم کی فیاضانہ نوازش سے مجھے عطا فرمائی گئی تھی۔ اس رقعہ کے پڑھنے سے مجھے اور بھی اس بات کا یقین ہوا کہ واقعی یہ رقم مجھے خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے بغیر کسی کے منت و احسان کے عطا ہوئی ہے اور میری روح جذبہ تشکرات سے بھر کر اپنے محسن خدا کے حضور ایک وجد نما جوش کے ساتھ جھک گئی۔ میرے قلب میں اس مخلص دوست کی اس نیکی کا بھی بہت احساس ہوا اور میں نے اس کیلئے دعا کی کہ مولیٰ کریم اپنی کرمفرمائی سے اسے جزائے خیر دے۔ اور اس کی آل اولاد اور نسل کو اپنے فیوض خاصہ سے نوازے۔ میں نے وہ رقم عزیز اقبال احمد سلمہ کو بھجوا دی۔

یہ سیدنا حضرت مسیح پاک کی اعجاز نما برکت ہے کہ ایک طرف میرے جیسے حقیر خادم کو حضورؑ کے روحانی اور بابرکت تعلق سے دعا۔ ہاں قبول ہونے والی دعا کی توفیق نصیب ہوئی۔ اور پھر اس دعا کی استجابت کا اثر ایسے طور سے نمایاں ہوا جو احتیاج خلق سے بالا نظر آتا تھا۔ اس قسم کا مخلصانہ عمل جس میں نمود و نمائش کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا دنیا بھر میں مشکل سے مل سکتا ہے۔ ہاں صرف احمدی جماعت کے افراد میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ بہ تحریک اخلاص وللّٰہیت رقم کے عطیہ کے ساتھ رقعہ میں نام و پتہ تک کا نہ لکھنا حد درجہ کا اخلاص ہے۔ لیکن یہ اخلاص کسی کی قوت قدسیہ اور روحانی کشش اور مؤثر توجہ سے پیدا ہوا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا اخلاص اور بے ریا عمل میرے پیارے اور پاک مسیحؑ ہاں میرے مولیٰ کے محبوب اور مصلح عالم مسیح محمدیؐ کی اعجازی برکات کا نمونہ ہے اور ایسے نمونے جماعت احمدیہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کے اخلاص اور ایمان میں برکت پر برکت دے۔ ان کی زندگی اور موت رضائے الٰہی کے ماتحت ہو اور ان کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کے قیام کی غرض پوری ہو۔ آمین یارب العالمین۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ ۱۷۷۔۱۷۹)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔